بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
[illegible]

ہفت روزہ

# بدر قادیان

جلد ۱۸ — شمارہ ۲۹

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

[illegible]
بجائم کہ وقت تو نزدیک رسید
وپائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۸ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۵ روپے
فی پرچہ ۲۰ پیسے

جمادی الاوّل ۱۳۸۹ھ — ۱۷ وفاء ۱۳۴۸ ہش — ۱۷ جولائی ۱۹۶۹ء

## اخبار احمدیہ

قادیان ۱۵ وفا (جولائی) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارے میں اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور مری میں تشریف فرما تھے اور مورخہ ۹ جولائی سے حضور ربوہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ۔

قادیان ۱۵ جولائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مورخہ ۱۱ جولائی کو بعد نماز جمعہ کانپور تشریف لے گئے جہاں آپ ۱۳ جولائی کو محترم مکرم منظور احمد صاحب سوز ایم اے ناظر تعلیم کی شادی میں شمولیت فرمائیں گے محترم سوز صاحب کے خسر محترم بھائی محمد مجید صاحب سولیجہ کی خواہش اور دعوت پر محترم صاحبزادہ صاحب شادی میں شرکت فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت بنائے آمین۔

قادیان میں محترمہ بیگم صاحبہ حضرت صاحبزادہ صاحب مع جملہ بچگان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

کل قبل از دوپہر موسم برسات کی پہلی زوردار بارش ہوئی۔

### جماعت احمدیہ کی طرف سے

# مغربی ممالک میں اشاعت و تبلیغ اسلام کی کامیاب مساعی

از مکرم و محترم حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مبلغ ہالینڈ

محترم حافظ صاحب کو ۱۷ سال مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ذیل کا معلومات افزا مضمون اسی لمبے ذاتی تجربہ اور علم کا نچوڑ ہے۔ امید ہے کہ اس کا مطالعہ احباب جماعت کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگا اور غیر از جماعت دوستوں پر واضح ہوگا کہ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جماعت کی مساعی باوجود مخالف حالات کے کس طرح بار آور ہو رہی ہیں! یہ سب اس بابرکت وجود کے ساتھ وابستگی کا نتیجہ ہے جسے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اپنے آقا و مطاع صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے دین کی اشاعت و تبلیغ کے لئے مبعوث فرمایا۔ اس کے مبارک ہاتھ سے لگائے گئے اس پودے کی شاخیں اب دنیا کے اکناف میں پھیلتی جا رہی ہیں اور اس کے شیریں پھلوں سے سعید روحیں حیات ابدی کے سامان حاصل کر رہی ہیں۔ (ایڈیٹر بدر)

آج اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ یورپ کا مستقبل اسلام کے ساتھ وابستہ ہے تو یہ دعویٰ موجودہ حالات میں ایک تعجب خیز امر ضرور ہے۔ کیونکہ یورپ آج دنیوی تہذیب، اور علوم و فنون کا گہوارہ ہے۔ اور ان مادی سامانوں میں وہ اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ باقی کل دنیا اس کی محتاج اور دست نگر ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ جو موجودہ زمانہ میں اسلام کا دم بھرتے ہیں یورپ کی نسبت بہت پسماندہ حالت میں ہیں۔ اور قدم قدم پر ان ترقی یافتہ اقوام کا سہارا تلاش کرتے ہیں اور اس احتیاج اور کمتری کا احساس ان پر اس حد تک غالب ہے کہ ان مسلمان کہلانے والوں کی روزمرہ کی زندگی اور ان کی طرز معاشرت دن بدن مادیت زدہ مغرب ہی کا رنگ و روپ اختیار کرتی چلی جاتی ہے۔ ایسے حالات میں یہ گمان کرنا کہ یورپ ایک دن اپنی آزادانہ روش ترک کرکے ان پسماندہ اقوام کا مذہب اپنا لے گا اور ان کے طریق و تمدن کو اپنے لئے مشعل راہ قرار دے لے گا، ایک معجزہ سے کم نہیں۔ مگر یہ معجزہ ایک دن ضرور ہوگا کیونکہ تقدیر کے نوشتوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔

یورپ آج جن نظریات کو لے کر دنیا پر چھا رہا ہے وہ انسانی فطرت کا ایک غلط جذبہ ہے۔ اور آزادیٔ ضمیر کا ایک غلط مفہوم جس کی رو میں وہ خود بھی بہہ گیا ہے۔ اور اپنے ساتھ دنیا کو بھی بہائے لئے جا رہا ہے۔ یہ غلط جذبہ یقیناً اسلام کے حق میں جو انسان کی "فطرت صحیحہ" کا مذہب ہے تبدیل ہو کر رہے گا۔ یہ ایک الٰہی تقدیر ہے جو انجام کار پوری ہوگی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ قوت قدسیہ جس نے عرب کے بدوؤں کو جن کا مقصد زندگی شراب نوشی اور جوا بازی تک محدود تھا۔ اور جن کی تفریح کا سامان عیش و عشرت، اور جنگ و جدال میں مضمر تھا، ایسے گئے گزرے لوگوں کو چند ہی سالوں میں نہ صرف انسان بنایا بلکہ خدا نما انسان بنا دیا۔ اسی طرح آج بھی اُن کے کسی سچے خادم کے ذریعہ ایسے انقلاب کا عالم وجود میں آنا ناممکن نہیں — کیونکہ — آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ کا فیضان آج بھی اسی طرح جاری و ساری ہے جیسے پہلے تھا۔ اور یہ فیضان قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ۔

### جماعت کی اہم ذمہ داری

ہمارے اس پُر آشوب زمانہ میں اسلام کے لئے تبلیغی جہاد کا یہ عظیم الشان کام اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادم حضرت مسیح موعود، مہدی آخر زماں علیہ السلام کے سپرد کیا۔ اور جماعت احمدیہ کا یہ پختہ ایمان ہے کہ اسلام کا یہ علم جو آپ کے ہاتھوں میں دیا گیا کبھی سرنگوں نہیں ہوگا۔ بلکہ بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائیگا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"خدا تعالےٰ نے جس تہذیب کے پھیلنے کا ارادہ فرمایا ہے اُسے اب کوئی روک نہیں سکتا۔ جیسے جب کوئی بڑا بھاری سیلاب آتا ہے تو اس کے آگے کوئی بند نہیں لگا سکتا۔ اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس سیلاب سے بھی بڑھ کر ہے۔ کون ہے جو اس کے آگے بند لگاتے؟ خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دنیا میں سچی تہذیب اور روحانیت پھیلے اور یہ (لوگ) اس کے بالمقابل عیسائیت کے خیالات پھیلانا چاہتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ سے اُن کی لڑائی ہے۔ معلوم ہو جائے گا کہ اس کا انجام کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ وہی خدا ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ چاہے تو نئے سرے سے اس زمین و آسمان کو پھر بنا سکتا ہے۔ اب اسی کا کام ہے کہ وہ دنیا پر اثر ڈالے۔"

(الحکم جلد ۹ صفحہ ۲۹ بحوالہ ملفوظات جلد ۷)

نیز حضور فرماتے ہیں:—

"خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ اُن تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالےٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔"

(الوصیت)

### تبلیغ اسلام کے راستہ میں مشکلات

اشاعت اسلام کے اس اہم اور کٹھن کام کو جماعت جن مشکل حالات میں انجام دے رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ [illegible] طاقتیں اپنے گمراہ کن صلیبی عقائد اور زہریلی تہذیب کے ساتھ اس وقت [illegible] عروج پر ہیں۔ اور سارے عالم اسلام پر اس طرح چھائی ہوئی ہیں کہ مسلمانوں کی یہ حالت زار ایک دردمند دل کے لئے یقیناً ایک لمحۂ فکریہ پیدا کرتی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"اسلام کو ایک ایسا خطرناک صدمہ پہنچا ہے کہ ایک ہزار سال قبل تک اس کا نمونہ اور نظیر موجود نہیں۔ یہ شیطان کا آخری حملہ ہے۔"

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱، ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۷ ر وفا ۱۳۴۸ ہش

# "برکت والے لوگ"

قرآن کریم کیسی عظیم اور بلند شان کی کتاب ہے، اس کی عظمتِ شان اس بات سے ظاہر ہے کہ خالق ارض و سماء نے اس کی نسبت فرمایا:

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوْا اٰيَاتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُو الْاَلْبَابِ ( سورۃ ص ع۳ )

قرآن کریم کی برکاتِ عظیمہ کا ایک جلوہ سورتِ بلد میں ملتا ہے۔ جہاں خصوصیت کے ساتھ "برکت والے لوگوں" کے عملی کردار کی ایک جامع تفصیل بیان کی گئی ہے۔ ایسے لوگوں کو قرآن کریم نے "اصحابُ المیمنۃ" کہہ کر پکارا ہے۔ یعنی "برکت والے لوگ"۔ اس کے برعکس جو ان برکتوں کے حصول سے بے نصیب رہے انہیں "اصحابُ المشئمۃ" قرار دے کر ان کے برے انجام سے متنبہ کیا گیا ہے۔

چند روز ہوئے قادیان کی تعلیم القرآن کلاس کے سبق میں یہ سورت شریفہ آئی تھی۔ ہم چاہتے ہیں کہ آج اسی لطیف مضمون کی طرف احباب جماعت کی توجہ مبذول کرائیں۔

جب آپ اس ۲۱/۲۰ آیات کی سورت شریفہ کا بغور مطالعہ فرمائیں گے تو دیکھیں گے کہ اس کے ابتدائی حصہ میں بتایا گیا ہے کہ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ

جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے انسان کو رہینِ محنت بنایا ہے۔ یعنی انسان کے جملہ اشتغال خواہ دینی ہوں یا دنیوی کا یہ سچی محنت ہی ہے جو اُسے ہر جہت سے کامیاب و بامراد کرتی ہے۔ کاہل اور سست انسان نہ کسی مقصود کو حاصل کر سکتا ہے اور نہ دنیا میں کچھ نام پا سکتا ہے۔ چونکہ یہ اس خدا کا کلام ہے جو انسان کے نفس نفس سے پورا واقف و آگاہ ہے۔ اس لئے اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی بناوٹ اور پیدائش ہی میں ایسا مادہ رکھا گیا ہے کہ وہ محنت کا خوگر ہے۔ وہ محنت کر سکتا ہے۔ اس سے مشکل سے مشکل گھاٹی کو پار کر لیتا ہے۔ اس خوبی کے سبب وہ اپنے بزرگ و برتر خدا تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس راہ کو طے کرنے کے لئے بڑی سے بڑی آزمائش اور کٹھن سے کٹھن منزل کی پرواہ کئے بغیر آگے بڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ تاریخ عالم اس بات پر شاہد ہے کہ ہزاروں کروڑوں افراد ایسے ہو گذرے ہیں جن کی ساری زندگیاں اس ابدی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت کرتی ہیں۔ اور یہ انسان کے ان امتیازی کمالات کو روشن کر کے صحیح معنوں میں اُسے اشرف المخلوقات ٹھیراتی ہیں۔

یہ محنت اور جانفشانی ہی ہے جس نے خاک نشینوں کو آسمان کے تارے بنا دیا۔ اور ادنیٰ حالت سے اٹھا کر اعلیٰ مقام پر پہنچا دیا۔ پھر یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ کسی فرد یا چند افراد کے محنتی اور مشقت پسند ہو جانے سے ساری قوم کا معیار بلند نہیں ہوتا، جب تک قوم کا ایک بڑا حصہ اس صفت سے متصف نہ ہو جائے۔ اس لئے سچی محنت کے ساتھ دوسری چیز ہے ایثار و قربانی۔ جس کا مطلب ہے کہ نفسا نفسی کو چھوڑ کر دوسروں کی خاطر محنت کرنا کمزور اور قابلِ امداد افراد کو سہارا دینا۔ اُن کو اُوپر اٹھانا تا سبھی افرادِ ملت اس دوڑ میں برابر کا حصہ ڈال سکیں۔ اور کسی کے بچھڑ جانے سے اجتماعی رفتار مدھم نہ پڑ جائے ——!!

متذکرہ بالا آیت کریمہ میں انسان کے اس خلقی وصف کے ذکر کے بعد دوسرے نمبر پر بتایا ہے کہ

"وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ"

انسان کو دونوں قسم کے اونچے راستوں پر چلنے کی صلاحیت بخشی گئی اور صحیح طریق بتایا گیا ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کے سامنے دینی اور دنیوی دونوں قسم کی ترقیات کے حصول کے لئے میدان کھول دئے گئے ہیں۔ انسانی قویٰ پر نظر کرتے ہوئے دنیوی رنگ میں اس کا آسمان کی بلندیوں کی طرف پرواز کرنا تو فی زمانہ ایک واضح حقیقت بن چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دینی لحاظ سے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ اور آپ کے لائے ہوئے دین اور قرآنِ پاک کی واضح ہدایت کی روشنی میں دینی ترقیات کا میدان دنیوی میدانوں سے کہیں زیادہ وسیع اور زیادہ واضح اور روشن بنا دیا گیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں قسموں کے اونچے راستوں (نجدین) کو طے کرنے کے لئے سخت محنت اور بڑی جدّ و جہد کی بے حد ضرورت ہے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم کو سہولت اور آرام سے بغیر کسی قسم کی قربانی کے ہر ترقی مل جائے گی۔ اور ہمیں کچھ نہیں کرنا پڑے گا۔ وہ بہت بڑی غلطی پر ہیں۔ آیتِ کریمہ

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ

میں صاف بتا دیا گیا ہے کہ اخلاقی۔ مذہبی اور سیاسی ذمہ داریوں سے منہ موڑ کر ترقی نہیں ملتی بلکہ انسان کو اللہ تعالےٰ نے پیدا ہی اس طرح کیا ہے کہ وہ محنت اور مشقت سے ترقی کرتا ہے۔ ترقی کے یہ اونچے راستے اسی سے طے ہوتے ہیں۔ اس کے لئے جو لوگ دل کڑا کر کے، ہمت بلند کر کے آگے بڑھتے ہیں وہ اس بلند چوٹی پر بھی چڑھ جاتے ہیں جو قوم میں سے صرف ایک دو افراد کو اونچا نہیں لے جاتی بلکہ اس صورت میں قوم کی قوم ہی معزز و مکرم بن جاتی ہے۔

اس جگہ قرآن کریم نے اقتحام العقبۃ (چوٹی پر چڑھنے) کی تفصیل بتاتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ایک تو فَكُّ رَقَبَةٍ ہے جس کے لفظی معنے تو غلام کی گردن چھڑانے کے ہیں اور مطلب یہ کہ مساوات قائم کئے بغیر اور چھوٹوں بڑوں کا امتیاز مٹائے بغیر دنیا میں کبھی کوئی قوم ترقی نہیں کیا کرتی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک یہ امتیاز دنیا میں نظر آتا رہے گا، کہ ایک چھوٹا ہے اور دوسرا بڑا۔ اس وقت تک دنیا حقیقی ترقی نہیں کر سکتی۔ اور نہ کبھی کوئی پائدار امن قائم ہو سکتا ہے —! جب تک یہ امتیاز دلانے والے فتنے موجود ہیں اور اُن کے انسداد کے لئے متحدہ مساعی عمل میں نہیں لائی جاتیں نہ تو دنیا میں حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور نہ ایک دوسرے کے بارے میں دلوں میں بیٹھی ہوئی کدورتیں دھل سکتی ہیں —!

اسلام چونکہ امن کا مذہب ہے اسلئے اس نے اس بات کو بنیادی اہمیت دیتے ہوئے پہلے نمبر پر بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ مساوات قائم کرنا امنِ عالم کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے —— فَكُّ رَقَبَةٍ کے ایک معنے رسم و رواج کی پابندیوں کو توڑ دینے کے بھی ہیں۔ اس لحاظ سے سورت اعراف کی آیتِ کریمہ

"وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ"

کے مضمون کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ کہ ہادیٔ کامل صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد ہی یہی ہے کہ غلط عقائد اور رسم و رواج کی سختیاں توڑ دی جائیں اور دینِ یُسر کی تعلیمات کو اپنا مطمحِ نظر بنایا جائے۔ یہی کام اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزندِ جلیل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعتِ احمدیہ کا بتایا اور حال ہی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے احبابِ جماعت کو رسم و رواج کے خلاف جہاد کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس طرح جو دوست حضرت امام ہمام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے افرادِ جماعت کے اندر سے رسم و رواج کی سختیوں کو توڑنے میں سعی کرتے ہیں گویا یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے لئے روحانی ترقیات کے رستے صاف کر رہے ہیں۔ اور احمدیت کے آئینہ میں اسلام کے منور چہرے کو دنیا کے سامنے پیش کرنے میں مدد کر رہے ہیں شکر اللہ سعیہم۔

اقتحام العقبۃ (اونچی چوٹی پر چڑھنے) کی دوسری صورت آگے چل کر اس سورت شریفہ میں یہ بتائی گئی ہے کہ

اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ

دنیا میں لوگ نام و نمود کے لئے یا جاہ طلبی اور شہرت کے حصول کے لئے بڑے بڑے مال خرچ کرتے ہیں۔ فرمایا ایسا کرنا بے سود ہے۔ بلکہ موقعہ اور محل دیکھ کر، قومی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر جو شخص بھی معاشرہ کے کمزور افراد کو اٹھانے اور ان کو سہارا دینے کے لئے آگے بڑھتا ہے وہ سمجھو کہ اس نے اقتحام العقبہ کے حکم پر عملدرآمد کیا اور وہ اونچی چوٹی پر چڑھنے لگا۔

اس کے بعد چوٹی پر چڑھنے کی تیسری اور اہم صورت ان الفاظ میں واضح فرمائی کہ

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ

کہ خالی نیک اعمال کافی نہیں۔ بلکہ اعمال کا صحیح نتیجہ ظاہر کرنے اور بارگاہِ الٰہی میں اُن کے مقبول بنانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان کے دل میں ایمان بھی ہو۔ دوسرے لفظوں میں گویا اس آیتِ کریمہ میں

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كَاتِبُوْنَ (انبیاء آیت ۹۵)

کی آیت کریمہ کے مضمون کی تائید ہے، جہاں واضح کیا گیا ہے کہ عملِ صالح کا صحیح نتیجہ اُسی صورت میں مترتب ہوتا ہے جب ایمان لانے کی شرط کو پہلے پورا کیا جا چکا ہو۔ اس کے بغیر عمل کرنے والے کی مثال تو اس آدمی کی ہے جو بغیر آگ کے محض تنکوں میں پھونکیں مار

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

# تعلیم القرآن کیلئے مدّت چھ ماہ سے بڑھا کر ڈیڑھ سال مقرّر کی جاتی ہے

## اِس عرصہ میں زیادہ سے زیادہ محنت اور توجّہ سے قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کی کوشش کی جائے

## تفسیر سورۂ فاتحہ فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی جلد خوبصورت کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کردی گئی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲۰ احسان ۱۳۴۸ ہش مطابق ۲۰ جون ۱۹۶۹ بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے اس آیتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی:-

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ (الحجر - ۸۸)

اور اس کے بعد فرمایا:-

پچھلے دنوں گرمی لگ جانے کی وجہ سے مجھے کافی تکلیف رہی جس کا اثر ابھی تک باقی ہے۔ آج میں اپنے اصل مضمون سے جو میں نے شروع کیا ہوا تھا ہٹ کر ایک بنیادی امر کی طرف پھر دوستوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ تعلیم القرآن کا مسئلہ ہے۔

جیسا کہ میں بہت دفعہ بتا چکا ہوں

### قرآن کریم ہماری زندگی اور روح ہے

اگر اس روح کو ہم اپنے نفسوں اور اپنے ماحول میں زندہ نہ رکھیں تو دوسرے لاشوں کی طرح ہم بھی ایک لاشہ ہوں گے۔ خدا کی نگاہ میں ایک زندہ فرد یا ایک زندہ جماعت نہیں سمجھے جائیں گے

میں نے موصی صاحبان اور موصی صاحبات سے بھی کہا تھا کہ وہ کم از کم زیرا قرآن کو ترجمہ کے ساتھ قرآن کریم سکھائیں۔ اگر ترجمہ نہ آتا ہو۔ اور اگر ترجمہ آتا ہو تو پھر اس کی تفسیر سکھائیں۔ قرآن کریم ناظرہ آنا چاہیئے اس کا ترجمہ آنا چاہیئے۔ اور اس کی تفسیر آنی چاہیئے۔ غرض قرآنِ کریم کو سمجھنے کی قابلیت پیدا کرنی چاہیئے۔

### میں نے اس کیلئے چھ ماہ کا عرصہ رکھا تھا

لیکن بہت سے دوستوں نے میری توجّہ اس طرف پھیری ہے کہ چھ مہینے کے اندر سارے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ لینا یا بعضوں کے لئے ناظرہ پڑھ لینا بھی ممکن نہیں۔ پھر جیسا کہ میں نے بتایا ہے قرآن کریم نہ ختم ہونے والا سمندر ہے۔ انسان ساری عمر قرآن کریم سیکھتا رہے پھر بھی وہ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے قرآنی علوم کا سب کچھ حاصل کر لیا ہے

بہرحال چونکہ بہت سوں کے لئے چھ ماہ کے عرصہ میں قرآن کریم ناظرہ سیکھنا یا اس کا ترجمہ سیکھنا مشکل ہے۔ بعض کے لئے شاید ممکن ہی نہ ہو اس لئے اس مدت کو چھ ماہ سے بڑھا کر، جیسا کہ دوستوں نے مشورہ دیا ہے میں ڈیڑھ سال تک کر دیتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ

### ڈیڑھ سال میں

سارے نہیں تو بڑی بھاری اکثریت اگر توجہ سے قرآن کریم پڑھیں تو قرآن کریم ناظرہ پڑھ لیں گے اور ترجمہ سیکھنے والے ترجمہ سیکھ لیں گے۔ ویسے تو ہمارے خاندان میں بھی بعض بچے ایسے ہیں جن کے متعلق مجھے ذاتی علم ہے کہ انہوں نے چھ ماہ کے اندر قاعدہ یسرنا القرآن، اور قرآنِ کریم ناظرہ ختم کر لیا تھا۔ لیکن سب بچے یا سب بڑے بھی ایسے نہیں ہوتے اس لئے کوئی حرج نہیں کہ چھ ماہ کی مدّت کو ڈیڑھ سال میں تبدیل کر دیا جائے لیکن شرط یہی ہے کہ کام میں سستی اور غفلت پیدا نہ ہو۔ زیادہ سے زیادہ محنت اور

### زیادہ سے زیادہ توجّہ

سے قرآن کریم پڑھا اور پڑھایا جائے۔

قرآن کریم کی تفسیر کا جہاں تک تعلق ہے اور قرآنِ کریم کے معانی اور مطالب اور معارف کے سمجھنے کا جہاں تک تعلق ہے اس کے دو حصے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پاکیزہ اور مطہر نہ ٹھہرے اس وقت تک اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کا معلّم اور استاد نہیں بنا کرتا۔ وہ پاک ہے اور پاک کے ساتھ ہی وہ اپنے تعلق کو قائم کرتا ہے اس لئے بڑی دعائیں کرنی چاہئیں کیونکہ کوئی شخص

### قرب کے مقامات

کو فضلِ الٰہی کے بغیر حاصل نہیں کر سکتا۔

قرآنِ کریم پر غور اور فکر اور تدبّر کرنے کے لئے ایک بڑا وسیلہ اور ذریعہ یہ ہے کہ قرآنِ کریم کے شروع میں جو سورۂ فاتحہ ہے اور جو ام الکتاب کہلاتی ہے، اسے آدمی پڑھے اور اس کے مطالب کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ قرآنِ کریم کی جو تفصیل ہے اس کا اجمال سورۂ فاتحہ میں پایا جاتا ہے اور یہ سورۃ ام الکتاب ہے۔ اسی کے بطن سے

### قرآن کریم کے مضامین

نکلتے ہیں۔ اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ کو اپنی سمجھ اور استعداد کے مطابق اچھی طرح سمجھ لے تو اس کے لئے قرآنِ کریم کا سمجھنا اور اس کے مطالب اور معانی اور معارف حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مختلف کتب میں اور اپنی تقاریر میں جو بدر یا الحکم میں چھپیں

### سورۂ فاتحہ کے بہت سے معانی

بیان کئے ہیں اور دنیا کو یہ چیلنج دیا ہے کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے پاس جو آسمانی صحیفے ہیں ان کے بعد قرآن کریم کی ضرورت نہیں تھی۔ میں تمہیں اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ قرآنِ کریم کے شروع میں سات آیات پر مشتمل ایک مختصر سی سورت ہے اس کے اندر جو معانی اور معارف اور اسرارِ روحانی پائے جاتے ہیں اور اس میں جو روحانی حکمتیں ہیں ان کا اپنی تمام کتب سے مقابلہ کر کے دیکھو تو تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ تمہاری ساری آسمانی کتب تو سورۂ فاتحہ کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

---

منظوم کلام — حضرت مسیح موعود علیہ السلام

### اُمّ الکتاب

اے دوستو جو پڑھتے ہو امّ الکتاب کو
اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو
سوچو دعائے فاتحہ کو پڑھ کے بار بار
کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار
دیکھو خدا نے تم کو بتائی دعا یہی
اس کے حبیب نے بھی پڑھائی دعا یہی

اس چیلنج کو ہم نے بھی ایک دفعہ دہرایا ہے۔ ڈنمارک میں

## عیسائیوں کا جو وفد مجھے ملا تھا

اپنے انٹرویو (ملاقات) کے آخر میں میں نے انہیں یہ چیلنج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں دیا تھا کہ سورۂ فاتحہ سے اپنی کتب کا مقابلہ کر کے دیکھ لو (قرآن شریف کا اور تفاسیر کے ساتھ جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دعوے کے مقابلہ میں کیا ہے) تو تم پر خود عیاں ہو جائے گا کہ تمہارے ہاتھ میں اس وقت جو آسمانی کتب ہیں وہ ضرورت زمانہ کو پورا نہیں کرتیں۔ آج کے زمانہ کی ضرورت کو صرف قرآن کریم پورا کرتا ہے اور سورۂ فاتحہ میں اس قسم کی معرفت اور حکمت کی باتیں اور اسرار روحانی بیان ہوئے ہیں کہ تمہاری کتب مل کر بھی اس قسم کے علوم اپنے اندر نہیں رکھتیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی جو رپورٹ شائع کی ہے اس میں اس چیلنج کا بھی ذکر کیا ہے

غرض دنیا کو

## مقابلہ کی دعوت

دی گئی تھی۔ اور دنیا سے یہ مراد نہیں کہ ہر کس و ناکس کھڑا ہو کر کہے کہ مجھ سے مقابلہ کر لو۔ بلکہ دنیا میں مختلف مذاہب یا مختلف مذاہب کے جو فرقے ہیں ان کے جو سردار ہیں ان کو یہ چیلنج ہے مثلاً Catholicism ہے۔ کیتھولک فرقہ کا سربراہ اس وقت پوپ ہے۔ اگر پوپ صاحب یہ چیلنج قبول کریں تو ہم مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔ اسی طرح عیسائیوں یا ہندوؤں کے دوسرے فرقے ہیں ان کے جو سردار ہیں وہ مقابلہ کے لئے آئیں۔ مذہب کوئی کھیل اور تماشہ نہیں۔ کہ جب اس قسم کا کوئی چیلنج دیا جائے، دعوت مقابلہ دی جائے تو کوئی شخص کھڑا ہو جائے جس کو نہ کوئی علم ہو نہ کوئی فضیلت ہو اور نہ اثر اور وجاہت۔ اور وہ کہے میرے ساتھ مقابلہ کر لو۔ اس قسم کے تماشے نہ علمی اور نہ روحانی طور پر ہی پسند کئے جا سکتے ہیں۔ البتہ جو مختلف فرقوں کے سردار ہیں وہ اکیلے اس دعوت کو قبول کریں یا اپنے ساتھ سو یا ہزار یا دس ہزار آدمی ملا کر بھی مقابلہ کرنا چاہیں تو

ہم اس مقابلہ کے لئے تیار ہیں

غرض اس لحاظ سے بھی یہ ضروری تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۂ فاتحہ کی جو تفسیر کی ہے اسکو مجموعی طور پر شائع کر دیا جائے۔ کیونکہ اگر ان فرقوں میں سے کوئی مقابلہ کے لئے آئے تو وہ پہلا سوال یہ کرے گا کہ وہ کونسے معارف اور حقائق ہیں جو اس سورت میں پائے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

## سورۂ فاتحہ پر مشتمل تفسیر کی ایک جلد

آ گئی ہے۔ پھر انشاء اللہ دوسری جلدیں بھی آئیں گی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سی تفاسیر کی ہیں۔ تفسیر کبیر میں بھی اور دوسری کتب اور متعدد خطبات میں بھی۔ میں نے حکم دیا ہے کہ ان کو بھی اکٹھا کیا جائے۔ پھر اس کے علاوہ جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سکھائے۔ جو نئی چیزیں سامنے آتی ہیں ان کے مدنظر ایک تفسیر خود بھی لکھی جا سکتی ہے۔

بہرحال سورۂ فاتحہ کے مطالب اکٹھے ہو کر ایک جلد میں آ گئے ہیں۔ یعنی وہ مطالب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان کئے ہیں۔ ادارۃ المصنفین ربوہ کی طرف سے یہ خوبصورت کتابت کے ساتھ، خوبصورت طباعت کے ساتھ اچھے کاغذ پر شائع ہو چکی ہے اور جلد ہوائی تقسیم شروع ہو گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر احمدی کو غور کے ساتھ اس پہلی جلد کو پڑھ لینا چاہئیے اور اس غرض سے پڑھنا چاہئیے کہ قرآن کریم سارے کا سارا اس اجمال کی تفصیل ہے اگر کسی شخص کی عقل اور سمجھ اور اس کی محنت ان علوم پر حاوی ہو جائے جو سورۂ فاتحہ میں بیان ہوئے ہیں تو قرآن کریم کے بہت سے مطالب اس کے لئے آسان ہو جائیں گے۔ البتہ وہ جو

## کتاب مکنون

والے حصے ہیں ان کے لئے تو بہرحال تزکیۂ نفس اور طہارت قلب کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے دعا بھی کرنی چاہئیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہ بھی سکھائے

یہ کتاب میرے نزدیک کم تعداد میں شائع ہوئی ہے۔ تین ہزار کی تعداد تو بہت تھوڑی ہے۔ اس کی قیمت بھی غالباً دس روپے ہے۔

جماعت کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے

صرف خریدنے کے لئے نہیں پڑھنے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے۔ اور جو پڑھنے کی طرف توجہ کرے گا اسے کتاب تو ہزار بار پڑھنی پڑے گی۔ لیکن ہزار بار پڑھیں

جو شخص چار یا پانچ چھ دفعہ اس کو غور سے پڑھ جائے اس کے لئے مضمون سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ ویسے ایک دفعہ پڑھنے سے ایک عام دماغ سارے مطالب سمجھ بھی نہیں سکے گا۔ کیونکہ اس کے

## بعض حصے دقیق

بھی ہیں۔ بعض حصے پڑھے لکھوں کو مخاطب کر کے لکھے گئے تھے۔ بعض عوام کو مخاطب کر کے لکھے گئے تھے۔ سورۂ فاتحہ کی وہ تفسیر جس کے مخاطب عوام ہیں اس کا سمجھنا آسان ہے۔ لیکن جس کے مخاطب خواص تھے جو دقیق زبان بولنے والے تھے ان کی زبان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں مخاطب کیا تھا۔ پھر جو

## عربی میں تفسیر

ہے اس کا ترجمہ بھی ساتھ دے دیا گیا ہے۔ اس واسطے سورۂ فاتحہ کی ساری تفسیر آپ پڑھ سکتے ہیں۔ اور سیکھ سکتے ہیں۔ اس کی طرف توجہ کریں اور خدا کرے کہ ایک دو ماہ کے اندر ہی ہمیں اس کی دوبارہ اشاعت کی ضرورت پڑ جائے اور خدا کرے کہ کارکنوں کو ہمت اور سمجھ عطا ہو کہ وہ پھر جلد اور اگر اس میں کچھ غلطیاں رہ گئی ہیں تو ان کو دور کر کے

## دوسرا ایڈیشن

شائع کریں۔ عربی کے حصہ میں اعراب کی بعض غلطیاں ہیں ان کی طرف توجہ ہونی چاہیے۔ اردو میں بھی بعض غلطیاں ہیں لیکن عربی کے اعراب کی درستی کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے

دوسرا ایڈیشن جو انشاء اللہ جلدی چھپے گا اس میں کوئی غلطی نہیں رہنی چاہیئے الا ماشاء اللہ۔ انسان بہرحال کمزور ہے لیکن اپنی طرف سے

پوری کوشش کرنی چاہیئے

کہ کوئی غلطی نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ساری جماعت کو اس علمی خزانہ سے استفادہ کی توفیق بخشے۔

# زندہ خدا کی تجلیات

بن دیکھے کس طرح کسی مہ رخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

(حضرت مسیح موعودؑ)

مذاہب عالم کی غرض و غایت تو یہ ہے کہ وہ خدا اور بندے کے تعلقات کو استوار کریں اور نفس امارہ کے چکر میں پھنسے ہوئے انسان کو نفس مطمئنہ تک پہنچانے کیلئے صراطِ مستقیم کا پتہ بتائیں چنانچہ ہر مذہب کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اس میدان میں صرف اکیلا ہے اور کوئی دوسرا اس کے مدمقابل نہیں۔ مگر بلا ثبوت دعویٰ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ مذہب اسلام نہ صرف دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے کامل پیرو ہستی باری تعالیٰ پر علی وجہ البصیرت کامل ایمان لا سکتے ہیں بلکہ اس کے ثبوت بھی مہیا کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک وراء الوریٰ ہے وہ چشم ظاہر بین سے بالا و برتر ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات میں لامحدود ہے پھر وہ کس طرح ایک محدود دائرہ کے اندر سما سکتا ہے قرآن پاک میں ارشاد ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ۔ یہ مادی آنکھیں اس تک نہیں پہنچ سکتیں مگر ہاں وہ سب آنکھوں تک پہنچتا ہے یعنی جب تک اس کا خاص فضل و کرم نہ ہو انسان کا دیدار محال ہے۔ پھر کیا صورت ممکن ہے کہ عاشقِ زار کو تسلی ہو۔ اور ظاہری دیدار نہ ہونے پر بھی وہ اپنے محبوب کا وصال پا سکے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شیریں اور روح پرور آواز ہی انا الموجود کی خبر دیتی ہے ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

اسی حقیقت کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ان اشعار میں واضح فرمایا ہے جو عنوان کے نیچے درج ہیں یہی ایک صورت ہے جس کے ذریعہ اس یارِ نہاں پر ایمان کامل پیدا ہوتا ہے اور انسان "ہونا چاہیئے" کے شکوک و شبہات والے مقام سے نکل کر "ہے" کی پر یقین وادی میں قدم رکھتا ہے اس کیلئے وہ ہر لمحہ اپنے محبوب حقیقی میں محو یار رہتا ہے۔ اور ایک لمحہ کی جدائی بھی برداشت نہیں کر سکتا مگر اس مقام کا حاصل کرنا بہت ہی محنت طلب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ (الانشقاق) یعنی اے انسان بیشک تو محنت کرنے والا ہے۔ اپنے رب کی طرف خوب محنت کر کے اس سے ملنے والا ہے اسی مقام پر انسان کو نفس مطمئنہ حاصل ہوتا ہے ارشادِ الٰہی ہے لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى مادی اور روحانی لحاظ سے انسان وہی چیز حاصل کر سکتا ہے جس کے لئے وہ بھرپور کوشش کرے نیز جبکہ اس معشوقِ ازلی نے از خود تسلی دی ہے کہ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا تو پھر کس قدر بدبختی ہو گی اگر ہم اس راہ میں جان کی بازی نہ لگا دیں۔ اگر اس راہ میں جان کی بازی بھی لگانی پڑے تو یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔ آخر جان بھی تو اسی کی دی ہوئی ہے

خاکسار ڈاکٹر سید حمید الدین احمد سیکرٹری تعلیم و تربیت جمشید پور

# اسلام بمقابلہ عیسائیت ہمیں کیوں پیارا ہے

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل نائب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

قسط نمبر ۲

پادری صاحبان خدا کی محبت کی صفت کو بار بار بیان کرتے اور اس پر بڑا زور دیتے ہیں۔ مگر ان کے خدا نے جو بقول ان کے اپنے بیٹے سے سلوک کیا وہ اس جھوٹی محبت کا پردہ چاک کر رہا ہے۔ بھلا جس خدا نے اپنے بے گناہ بیٹے کو صلیبی لعنتی موت مروا کر تورات کے مطابق اس کو کاذب ثابت کر دیا بھلا وہ خدا محبت کہلانے کا کس طرح مستحق ہو سکتا ہے اور اسے کس طرح حقیقی باپ قرار دیا جا سکتا ہے۔ بھلا کبھی بھی دنیا میں کسی باپ نے اپنے حقیقی بیٹے کو کسی اور کے قصور کے بدلہ میں کبھی جان سے مروانے کے لئے پیش کیا ہے۔ اگر پیش کیا ہے تو اس کی مثال پیش کی جائے۔ یا کوئی عیسائی بھائی اپنے حقیقی بیٹے کے ساتھ ایسی محبت کر کے دکھا دے اور اس محبت کا ثبوت دے کہ وہ ایک دس نمبری بدمعاش قاتل ڈاکو کی بجائے اپنے بیٹے کو سولی چڑھا دے۔ کیا ساری دنیا میں کوئی ایک بھی عیسائی باپ اس کی مثال پیش کرنے کے لئے سامنے آنے کو تیار ہے؟ اگر ہے تو سامنے آئے۔

خدا تعالے نے اپنے عالم غیب ہونے کا ثبوت دینے کے لئے سینکڑوں پیشگوئیاں قرآن کریم میں رکھ دی ہیں۔ جو پوری ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اس نے الہام کا سلسلہ پیش کیا ہے جو امور غیبیہ پر مشتمل چلتا چلا جائے گا اور آئندہ بھی مامور کے ذریعہ نیز مجددوں کے ذریعہ سے ثبوت دینے کا وعدہ دیا ہے اور پھر مامور کے ذریعہ سے وہ ثبوت موجودہ دہریت کے زمانہ میں پیش بھی کر دیا ہے

غرضیکہ صرف قرآن کریم اور اسلام حقیقی معنوں میں خداشناسی کا منبع ہے۔ اور بڑے ہی فلسفیانہ انداز اور حکیمانہ طور پر عرفان الٰہی کا معلّم ہے

اس نے آ کر سب سے پہلے لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ اور دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ پیش کر کے دیگر مذاہب سے ان کا مطالبہ کیا ہے اس نے دلائل عقلیہ و روحانی سے اس کی ہستی منور کر دکھائی ہے۔ مگر اناجیل میں الہام کے ذریعہ سے اس کی ہستی کا ثبوت نہیں دیا گیا۔ صرف انسانوں کا بیان بھرا پڑا ہے۔ انہوں نے کہیں یہ دعوےٰ کر کے کہ "خدا ایک ہی ہے" اس کی ہستی کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ کہہ کر سب مذاہب کو دلائل سے قاصر بتایا ہے

ممکن ہے کہ کوئی عیسائی بھائی یوحنا عارف والے مکاشفہ کا نام لے۔ سو اس کے متعلق عرض ہے کہ عیسائی بھائی اس میں درج پیشگوئی کو حضرت مسیح کی آمد ثانی پر لگاتے ہیں۔ جو خلاف قانون قدرت و خلاف سنت الٰہی ہے۔ اور پھر حضرت مسیح اس کے مطابق ایلیا کی طرح نازل نہیں ہوئے۔ اور عیسائی دنیا نے یہ کہہ دیا ہے کہ ان کی دوبارہ آمد سے مراد کلیسیا کی طاقت ہے۔ گویا خود اپنی زبان سے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ اس میں بیان شدہ پیشگوئی جھوٹی نکلی ہے اور وہ پوری نہیں ہوئی۔ لہٰذا وہ ان کے نزدیک خدا کا کلام نہ ٹھہرا۔ اس لئے اسے خدا کی ہستی کے ثبوت میں پیش کرنا بیکار محض ہے۔

دوئم پادری صاحب موصوف نے عیسائیت کے پیارا مذہب ہونے کی ایک وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ انسان کو اس کے خالق و مالک خدا سے ملاتا ہے۔ اسے نجات دلاتا ہے۔ تمنائے لقاء و دیدار الٰہی و رؤیت باری تعالےٰ کا ضامن ہے۔ حضرت مسیحؑ نے بتایا ہے کہ خدا نور اور قدوس ہے اس سے تعلق کے لئے نئی و پاک نورانی زندگی درکار ہے۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ جیسا کہ ہم نے اوپر بتایا ہے یہ تعلیم ان کی صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی نہ کہ کُل جہان و اقوام کے لئے۔ دوسرے یہ نرا دعویٰ ہے جس کا عملی ثبوت اس وقت کوئی پیش نہیں کیا گیا۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ حضرت بانی اسلام علیہ السلام سے لے کر اب تک کے زمانہ میں کوئی ایک ہی عیسائی پیش کیا جائے جس نے یہ دعوےٰ کیا ہو کہ عیسائیت پر چل کر اس کا تعلق خدا تعالےٰ سے قائم ہو گیا ہو اور اس نے اس تعلق کا عملی ثبوت بھی پیش کیا ہو یعنی اپنی تائید میں غیر معمولی امور غیبیہ اور پیشگوئیاں اور تائیدات الٰہیہ ارضیہ و سماویہ و بینات و نشانات پیش کئے ہوں جو پورے ہو گئے ہوں۔ اس کے بغیر اس تعلیم کو پیش کرنا بیکار محض ہے۔ کوئی خدا رسیدہ عیسائی اس وقت پیش کیا جائے تو مزا ہے

ایسا عیسائی بھائی جماعت احمدیہ کے ساتھ دعاؤں کی قبولیت میں مقابلہ کر کے دکھائے تو ہم بھی جانیں۔ ورنہ نرا دعوےٰ کر لینا کونسی بڑی بات ہے جس پر ان کو فخر ہے۔ باقی رہ گئی نجات و پاکیزہ زندگی کی ضمانت۔ تو یہ بھی سراسر خلاف واقعہ امر ہے۔ کفارہ کا مسئلہ اس میں ایک خطرناک روک ہے۔ یہ مسئلہ خدا کو ظالم اور غیر عادل قرار دیتا ہے عیسائیت مُنجرالیٰ الشرک ہے۔ انسان کے نطفہ سے پیدا ہونے والے کو خداوند خدا کا بیٹا قرار دیتی ہے اور اس کی صفات و افعال و ذات میں اس کے برابر ٹھیراتی ہے۔ اس پر کفارہ نے یہ ستم ڈھایا ہے کہ ساری عیسائی قوم کو طرح طرح کے گندوں کے سیلابوں و طوفانوں میں غرق کر دیا ہے اور انبیاء کی تہذیب کا ستیاناس کر کے رکھ دیا ہے۔

الغرض کفارہ گناہوں سے نجات دلانے کی بجائے گناہوں میں ترقی بڑھانے اور انسان کو خدا سے دور پھینکنے کا بڑا ذریعہ ہے اور پاکیزگی کا دشمن ہے۔ کفارہ پر ایمان لا کر انسان حقیقی ایمان و عمل صالح سے محروم ہو جاتا ہے اور بقول پولوس "مفت" اور "بغیر شریعت" خدا کے فضل کا طالب بن کر اس سے منقطع ہو جاتا ہے۔

اس کے مقابلہ میں اسلام نے آ کر یہ دعوےٰ کیا ہے کہ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ کہ اگر تم خدا تعالےٰ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا تعالےٰ تم سے محبت کرنے لگ جائے گا۔

نیز اللہ تعالےٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہمارا یہ نبی یُزَکِّیْھِمْ تم کو پاک کرتا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں صحابہ کرام کی جماعت کے علاوہ مجددین کی جماعت اور مسیح موعود و امام مہدی کو پیش کیا ہے اور انہوں نے آ کر اپنے تعلق باللہ کے دعوےٰ کے ساتھ اس کا ثبوت بھی دیا ہے انہوں نے نشان نمائی میں مقابلہ کی دعوت مخالفین کو دی مگر کسی کو مقابلہ پر آنے کی کبھی جرأت نہ ہوئی۔ انہوں نے ان کو مباہلہ کے لئے بھی بلایا مگر کوئی بھی سامنے نہ آیا۔ یہ دعوت اب بھی ان کے سامنے موجود ہے۔ کوئی نکل کر خود آزما دیکھے۔ غرضیکہ اسلام نے دعوےٰ کے ساتھ اس کا زبردست و بے نظیر ثبوت بھی پیش کیا ہے اور پھر ایک دنیا کو مخالفت و عداوت کے بعد منوا بھی دیا ہے

پادری صاحب نے عیسائی علم اخلاق کا بھی ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ انسان کے اندر قوت شہوانی اور قوت غضبی اور قوت ملکی ہے پہلی دو قوتیں تیسری روحانی قوت ملکیہ کے آگے روک بن جاتی ہیں۔ اور انسان کو خدا کے وصال سے محروم اور گناہوں میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ پادری صاحب نے خدا تعالےٰ سے ملنے کا طریقہ یہ بتایا ہے کہ قوت ملکی کو ترقی دی جائے۔ تاکہ وہ دوسری دونوں مخالف قوتوں پر غالب آ کر ان کو دبا لے۔

مگر پادری صاحب جو کفارہ پر بھروسہ رکھتے اور شریعت پر عمل کے بغیر مفت میں خدا کے فضل کے طالب ہیں کوئی طریقہ اس کو ترقی دینے کا انجیل سے پیش نہیں کر سکے۔ البتہ انہوں نے یہ کہہ دیا ہے کہ ہمارے مسیح اپنے ایماندار بندوں کے دلوں کو روح القدس سے معمور کرتے ہیں جس سے انسان کی قوت ملکی کا تعلق روح القدس کے ساتھ مستحکم ہو جاتا ہے اس طرح وہ قوت روحانیہ ترقی کرتی چلی جاتی ہے اور اس کے مقابلہ میں باقی دونوں قوتیں معدوم ہو جاتی ہیں۔ اور انسان الٰہی طاقت پا کر ان پر غالب آ جاتا ہے۔ اس وقت اس کی زندگی خدا کی فرمانبرداری ہوتی ہے اور اس کی موت خدا کی قربانی جیسے۔ اس لئے وہ گناہوں سے متنفر ہو جاتا ہے اور خدا کی رضا جوئی میں شب و روز مشغول رہتا ہے۔ اس انقلاب عظیم کو مسیحیت میں نئی زندگی کہتے ہیں۔

مگر سوال تو یہی ہے کہ جب مسیحی بھائیوں کے منجی ان کے "دلوں کو روح القدس سے معمور کرتے ہیں" تو کیوں ساری عیسائی دنیا شدید طور پر گندوں میں ملوث ہے۔ اور ایک شدید سیلاب ہے جس میں وہ بہی جا رہی ہے اور نجات کی صورت اسے دکھائی نہیں دیتی۔ اس صورت میں تو چاہیئے تھا کہ ساری قوم پاکیزگی کا مجسمہ ہوتی مگر اب تو ان کی قوم خود اپنی زبوں حالی پر نالاں ہے۔ عیسائیت نے رہبانیت کو ترجیح دی تھی۔ مگر اس نے بھی ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا اور وہ جذبات شہوانیہ کی رَو میں بہہ کر خدا سے اور [illegible] ہو گئے۔ حضرت مسیحؑ نے شادی نہیں کی وہ دنیا کے لئے کامل نمونہ نہیں قرار دئے گئے۔ رہبانیت پر پادری رو رہے ہیں۔

اسلام نے نہ صرف روحانیت کا مکمل ضابطہ پیش کیا ہے بلکہ روحانیت کے حصول کے لئے اسلام نے خدا تعالےٰ کی ذات اور صفات کے متعلق اصل حقیقت بیان کی ہے

اور اسے کامل طور پر پیش کیا ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ بندے کو اپنے خالق و مالک سے کیسا تعلق قرب ہونا چاہیئے اور پھر اس امر پر بھی روشنی ڈالی ہے کہ کن اعمال سے بندہ اس تعلق کو حاصل کر سکتا ہے۔ یا یہ کہ وہ کونسے طریقے اور ذرائع ہیں جن سے وہ خدا کا قرب و خوشنودی حاصل کر سکتا ہے اس نے وعدہ دیا ہے کہ وہ خدا کو اسی دنیا میں حاصل کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کے متعلق ظنی اور محض خیالی علم سے گزر کر یقین کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ اس کو یہ تک سکتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اسے خدا کا قرب ضرور حاصل ہوگا۔ وہ اس سے محروم نہ رہے گا۔

اسلام دلائل عقلیہ کے علاوہ نشانات کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین و اطمینان پیدا کرتا ہے اور نبی کا کامل نمونہ اور اسوۂ حسنہ پیش فرما کر انسان کو محسن بننے کا طریق بتاتا اور اسے محسن بناتا ہے۔ فرماتا ہے بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ کہ جو شخص اپنی ذات و توجہات کو خدا کے سپرد کر دیتا ہے وہ یقیناً محسن بن جاتا ہے۔ پھر فرمایا اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ جو ایسا کرتا ہے وہ یقیناً خدا سے جا ملتا ہے۔

ششم۔ ایک وجہ عیسائی مذہب کے پیارا ہونے کی پادری صاحب موصوف نے یہ بیان کی ہے کہ

"یہ محبت کا مذہب ہے"

اس کی تشریح و وضاحت انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ یہ مذہب انسانوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ انسان مدنی الطبع اور ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ ان کو ایسے مددگاروں کی ضرورت پڑ جاتی ہے جو ان کا بیف و مصائب میں ان کی مدد کریں۔ پادری صاحب کا کہنا ہے کہ اس فطری اصول کو مدنظر رکھ کر ہمارے مسیح نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ "تو اپنے پڑوسی کو اپنی مانند پیار کر"

پھر پڑوسی کے متعلق بتایا ہے کہ اس سے مراد صرف پاس رہنے والا انسان ہی نہیں۔ بلکہ یہ لفظ "تمام بنی نوع" پر شامل ہے۔ (پیغام مسیح)

اس کے متعلق ہماری عرض یہ ہے کہ یہ کہنا کہ عیسائیت محبت کا مذہب ہے سراسر خلاف واقعہ ہے۔ ایسا ہی پادری صاحب کا اسے تمام بنی نوع انسان کے لئے بتانا بھی خلاف واقعہ امر ہے۔ کیونکہ

۱۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ میں تمام اقوام عالم کی طرف مبعوث ہوا ہوں اور میری تعلیم سارے افراد انسانی کے لئے ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے برخلاف اس کے انہوں نے فرمایا ہے کہ میں صرف اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف ہی بھیجا گیا ہوں۔ انہوں نے اپنے حواریوں کو تبلیغ پر روانہ کرتے ہوئے یہ ہدایت جاری فرمائی کہ "غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا (متی ۱۰: ۵ و ۶)

۲۔ نیز ایک عورت کے فیض طلب کرنے پر انہوں نے اسرائیل کے سوا باقی سب اقوام عالم کو "کتے" قرار دے کر دھتکار دیا اور کبھی بھی اپنی دعوت میں عملاً دیگر اقوام کو شامل نہ کیا۔ اور ان سے الگ تھلگ ہی رہے۔ یہ ہیں حضرت مسیح کے اقوال اور یہ ہے ان کا عمل جسے پادری صاحب جھٹلا رہے ہیں اور ان کی منشاء کے خلاف ان کے مشن کو خلاف واقعہ عام بتا رہے ہیں۔

۳۔ علاوہ ازیں انہوں نے خدا تعالیٰ کے بعد صرف اپنے پڑوسی سے محبت کرنے کی تلقین فرمائی ہے اور قریبی رشتہ دار مثل والدین۔ بھائی بہنوں اور دیگر اقرباء کا نام تک نہیں لیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے بعد انسان کے سب سے بڑے محسن اس کے والدین اور پھر دیگر اقرباء ہوتے ہیں اور اسی طرح محلہ اور شہر اور دیگر علاقوں کے لوگوں یا مسافروں وغیرہ۔ بیوگان، یتامیٰ مساکین اور حاجت والوں کا بھی انسان پر حق ہے اس کے مقابلہ میں اسلام نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ نہ صرف محبت بلکہ رحمت کا مذہب ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کو خدا تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت و رحیمیت سے شروع فرمایا ہے جو کہ رحم سے نکلی ہیں۔ باقی سارا قرآن انہی رحمانیت و رحیمیت کی تشریح و تفسیر ہے۔ نیز فرمایا رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ۔ میری رحمت ہر چیز پر عام ہے۔ اسی طرح انسان کی رحمت بھی عام ہونی چاہیئے

اسلام کے عالمگیر مذہب ہونے کے متعلق فرمایا کہ وہ سارے جہانوں کے لئے رحمت ہے حضرت بانی اسلام علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ پس اس لحاظ سے اسلام کو عیسائیت پر فوقیت و برتری حاصل ہے۔ ایک تو وہ سراسر رحمت ہے دوسرے اس کا دائرہ رحمت سارے جہان پر حاوی ہے۔ نہ کہ صرف عربوں تک اور اس کا سلوک سارے جہان سے ہے نہ کہ صرف پڑوسی ہی سے۔

حضرت بانی اسلام نے اسلام جیسی عالمگیر رحمت کی طرف سب کو دعوت دی ہے فرمایا قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا ایسا دعویٰ پیش کرنے سے عیسائی بھائی عاجز ہیں۔ ایسا ہی اسلام نے ان تمام لوگوں کا نام بنام ذکر کرکے ان سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے جن کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے حسن سلوک کر کے عملاً اس کا ثبوت دیا ہے آپ نے غیر قوموں سے بھی حسن سلوک کا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا۔ ۲۳ سال تک عداوت کرنے اور اور دکھ دینے اور قتل کے درپے رہنے والوں اور متواتر جنگیں کرنے والوں اور شہر بدر کرنے والوں پر فتح پاکر عفو کرکے ان سے حسن سلوک فرمایا مگر حضرت مسیح کے متعلق یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے غیر اقوام سے کبھی حسن سلوک عملاً روا رکھا ہو۔ پس پادری صاحب نے اپنے دعویٰ کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ نرا دعویٰ کام نہیں دے سکتا۔

پادری صاحب موصوف نے عیسائیت کے محبت کا مذہب ہونے کے ثبوت میں حضرت مسیح کا یہ قول بھی پیش کیا ہے کہ

"جو تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں تم بھی ان کے ساتھ ویسا ہی کرو"

اگر تو "لوگ" کے لفظ سے مراد بنی اسرائیل ہیں اور یہی درحقیقت مراد بھی ہے تو قرآن کریم کی عالمگیر تعلیم کے سامنے یہ تعلیم نہیں ٹھہر سکتی۔ اور اگر کہا جائے کہ اس سے مراد سب دنیا کے لوگ ہیں تو یہ نرا دعویٰ ہے جس کا ثبوت پادری صاحب نے کوئی بھی پیش نہیں کیا۔ پھر خود حضرت مسیح نے اس پر عمل کرکے نہیں دکھایا

علاوہ ازیں اسلام نے مسیح کے مذکورہ فقرہ سے بڑھ کر تعلیم دیتے ہوئے فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک حقیقی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ نہ چاہے جو کچھ وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے بیشک یہ فرمایا ہے کہ تم دوسروں سے وہی سلوک کرو جو تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے کریں۔ آنحضرت صلعم نے بھی یہ بات فرمائی اور ایسا حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے مگر آنحضرت صلعم نے اس کو اس سے بہتر رنگ میں بیان فرمایا ہے حضرت مسیح کے قول میں کوئی ترغیب و تحریص نہیں مگر آنحضرت صلعم نے جو فرمایا ہے اس میں تشویق بھی ہے۔ فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک حقیقی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ نہ چاہے جو کچھ وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس میں دوسرے شخص سے احسان کرنے کی ترغیب دلاتے ہوئے اس قسم کے احسان کو ایمان کی حقیقت میں داخل فرما دیا ہے۔ اس سے انسان کو اس بات کی فکر ہو جاتی ہے اور وہ ہر وقت اس توہ میں لگ جاتا ہے کہ وہ دوسروں سے ایسا احسان کرے اور اپنے اندر اس کے ذریعہ سے حقیقی ایمان کی روح پیدا کرے۔ ورنہ وہ حقیقی مومن نہ بن سکے گا۔ یہ اعلیٰ و افضل مفہوم حضرت مسیح کے قول میں مفقود ہے مگر آنحضرت صلعم نے ایسے حسن سلوک و احسان کی ترغیب دیتے ہوئے اسے حقیقی ایمان کی ضروری شرط قرار دیا ہے۔ اور اس کے بغیر علاوہ اس کے کہ وہ دوسروں کا بھائی نہیں بنتا وہ حقیقی ایمان سے محروم ہو جاتا ہے اور یوں آپ نے اسے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث قرار دیا ہے اور یہ وہ چیز ہے جس سے انسان کے اندر اس قسم کا دوسروں سے احسان کرنے کا شوق بڑھ جاتا ہے اور وہ نہ صرف یہ کہ دوسروں کو خوش کر سکتا ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل کر سکتا ہے جو اس کی زندگی کا اصل مقصود ہے۔

۲۔ حضرت بانی اسلام علیہ السلام نے اس کے علاوہ یہ بھی فرمایا ہے کہ کَانَ اللّٰهُ فِیْ عَوْنِ عَبْدِهٖ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ۔ اس میں انسان کو دوسروں کی مدد پر اکسایا ہے اور ساتھ ہی خدا سے مدد لینے کا گر بھی بتایا ہے جو کہ حضرت مسیح کے فقرہ میں نہیں۔

پادری صاحب موصوف نے عیسائیت کو محبت کا مذہب ثابت کرنے کے لئے لکھا ہے کہ ایسا سلوک کرنے کے لئے ابھارتے ہوئے ہمارے منجی نے آپس میں مواخات کی تحریک فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ تم یہ یقین رکھو کہ ایک انسان دوسرے انسان کا نہ صرف ہم جنس ہے بلکہ ایک دوسرے کا بھائی ہے جس کے لئے اس نے فرمایا ہے کہ تم خدا کو "اے ہمارے باپ" کہہ کر پکارا کرو۔ خدا کو باپ سمجھنے سے وہ دوسروں کو اپنا بھائی سمجھنے لگے گا۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ "تم خدا کے فرزند اور ایک خاندان کے افراد ہو اس لئے ہر قسم کے بغض و عداوت اور کینہ توزی سے پرہیز کرو"

حضرت مسیح کی یہ تعلیم بھی صرف اسرائیل کے لئے ہے نہ کہ کل جہان کے لئے۔ دوسرے حضرت مسیح کا یہ فرمانا کہ تم خدا کو "اے ہمارے باپ" کہہ کر پکارا کرو۔ اور تم خدا کے فرزند ہو اسے پادریوں نے رد کر دیا ہے جب کہ انہوں نے باقیوں کو ان کی فرزندیت سے جواب دے کر صرف حضرت مسیح کو ہی اس کا اکلوتا بیٹا قرار دے لیا ہے۔

(باقی صفحہ پر)

جون ۱۹۶۹ء (احسان ۱۳۴۸ ہش) کے آخر تک

# تحریک جدید کے ۳۵/۲۵/۴ ویں سال کا چندہ سو فیصد ادا کرنیوالے مخلص مجاہدین کی فہرست

## اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان تمام مخلصین کو جزائے خیر بخشے اور ان کے اخلاص و اموال میں برکت عطا فرمائے

### ۱۔ قادیان دار الامان

۱۔ حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب مع اہلیہ محترمہ
۲۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہلبیت
۳۔ حضرت بھائی شیر محمد صاحب
۴۔ مکرم بھائی اللہ دین صاحب شاہدروی
۵۔ ” ڈاکٹر عطر دین صاحب
۶۔ خاکسار ملک صلاح الدین مع دادا جان و دادی جان و اہل و عیال
۷۔ مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی مع اہلیہ محترمہ
۸۔ ” قریشی عطاء الرحمٰن صاحب مع والدین و اہل و عیال
۹۔ مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری
۱۰۔ ” افتخار احمد صاحب اشرف
۱۱۔ ” مولوی امیر احمد صاحب
۱۲۔ ” گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بی اے مع اہلیہ محترمہ
۱۳۔ ” مولوی عبد القادر صاحب دہلوی
۱۴۔ ” عبد العظیم صاحب مع اہل و عیال
۱۵۔ ” بھائی عبد الرحیم صاحب دیانت
۱۶۔ ” فتح محمد صاحب گجراتی مع اہل و عیال
۱۷۔ ” فخر الدین صاحب مالاباری
۱۸۔ ” فضل الٰہی خاں صاحب
۱۹۔ ” قریشی فضل حق صاحب
۲۰۔ ” محمد ابراہیم صاحب غالب مع اہلیہ محترمہ
۲۱۔ ” مستری محمد حسین صاحب مع اہلیہ محترمہ
۲۲۔ ” چودھری محمد طفیل صاحب
۲۳۔ ” مولوی محمد اسحٰق صاحب سیالکوٹی مع اہلیہ محترمہ
۲۴۔ ” مرزا محمد زمان صاحب
۲۵۔ ” ممتاز احمد صاحب ہاشمی
۲۶۔ ” مستری محمد دین صاحب
۲۷۔ ” مولوی محمد عبد اللہ صاحب کارکن دعوۃ و تبلیغ مع والدہ صاحبہ مرحومہ و اہلیہ صاحبہ محترمہ
۲۸۔ ” اہلیہ صاحبہ عبد الرحیم صاحب سندھی
۲۹۔ ” احمد حسین صاحب
۳۰۔ ” بابا نور احمد صاحب
۳۱۔ ” چودھری فضل احمد صاحب نمبردار
۳۲۔ ” ملک خیر الدین صاحب مرحوم
۳۳۔ ” چودھری حسن دین صاحب
۳۴۔ ” بیوہ بابا جلال الدین صاحب مع شوہر مرحوم
۳۵۔ ” میاں محمد اسماعیل صاحب پنشنر
۳۶۔ ” چودھری بشیر احمد صاحب مہار
۳۷۔ مکرم محمد سلیمان صاحب دہلوی
۳۸۔ ” فضل الرحمٰن صاحب مع اہلیہ محترمہ
۳۹۔ ” مولوی سراج الحق صاحب مع اہل و عیال
۴۰۔ ” مولوی منظور احمد صاحب ننگلوسکے
۴۱۔ ” عبد العزیز صاحب موذن مع اہلیہ محترمہ
۴۲۔ ” شریف احمد صاحب ڈوگر مع اہل و عیال
۴۳۔ ” خواجہ عبد الستار صاحب
۴۴۔ ” والدین مولوی بشیر احمد صاحب خادم
۴۵۔ ” مولوی عبد الحق صاحب مبلغ منجانب حضرت مصلح موعود رضؓ
۴۶۔ ” اہلیہ صاحبہ مولوی ابو الوفا صاحب مالاباری
۴۷۔ ” اہلیہ صاحبہ مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلی
۴۸۔ ” مولوی بشیر احمد صاحب بانگروی مع اہل و عیال
۴۹۔ ” حکیم محمد دین صاحب مبلغ بنگلور۔ مع محترم والدین و اہل و عیال
۵۰۔ ” اہلیہ محترمہ مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ کلکتہ
۵۱۔ ” محمد یوسف صاحب زیروی
۵۲۔ ” مولوی سید غلام احمد شاہ صاحب مبلغ کشمیر مع اہلیہ محترمہ
۵۳۔ ” چودھری محمود احمد صاحب مبشر مع اہل و عیال
۵۴۔ ” محمد صادق صاحب ننگلی ”
۵۵۔ ” چودھری سید احمد صاحب بی اے ”
۵۶۔ ” مولوی برکت علی صاحب انعام ”
۵۷۔ ” سید عبد المقتدر صاحب مع محترم والدین و اہلیہ
۵۸۔ ” چودھری منظور احمد صاحب منیر جیجہ
۵۹۔ ” خواجہ دین محمد صاحب
۶۰۔ ” مولوی محمد صادق صاحب عارف
۶۱۔ ” بچگان مکرم چودھری غلام ربانی صاحب
۶۲۔ ” اہلیہ محترمہ محمد احمد صاحب نسیم مالاباری
۶۳۔ ” اہلیہ محترمہ چودھری محمد احمد خاں صاحب
۶۴۔ ” شیخ محمد ابراہیم صاحب
۶۵۔ ” چودھری عبد السلام صاحب
۶۶۔ ” چودھری فیض احمد صاحب مع اہل و عیال
۶۷۔ ” اہلیہ محترمہ غلام نادر صاحب گجراتی
۶۸۔ ” عبد الحمید صاحب شیخوپوری
۶۹۔ ” چودھری عبد القدیر صاحب مع اہل و عیال
۷۰۔ ” چودھری بشیر احمد صاحب گھٹیالوی ” ”
۷۱۔ ” قاضی عبد الحمید صاحب ” ”
۷۲۔ ” اہلیہ صاحبہ مرزا بشیر احمد صاحب ”
۷۳۔ ” چودھری ظہور احمد صاحب گجراتی مع اہل و عیال
۷۴۔ مکرم محمد عزیز صاحب گجراتی
۷۵۔ ” مولوی محمد عمر علی صاحب بنگالی مع اہلیہ محترمہ
۷۶۔ ” مولوی محمد کریم الدین صاحب مع محترم والدین
۷۷۔ ” مولوی شہامت علی صاحب مع اہل و عیال
۷۸۔ ” مولوی عطاء اللہ صاحب مع اہلیہ محترمہ
۷۹۔ ” صوفی غلام احمد صاحب مع اہل و عیال
۸۰۔ ” سیدہ اہلیہ محبوب صاحبہ بی اے بی ٹی مع عزیزہ طیبہ مبارکہ صاحبہ
۸۱۔ ” معراج سلطانہ صاحبہ مع بچگان
۸۲۔ ” اہلیہ صاحبہ محمد الدین صاحب بدر
۸۳۔ ” قریشی محمد شفیع صاحب عابد مع اہل و عیال
۸۴۔ ” نذیر احمد صاحب ننگلی مع اہلیہ محترمہ
۸۵۔ ” محمد عبد اللہ صاحب نان پز
۸۶۔ ” نذیر احمد صاحب ٹیلر مع اہلیہ محترمہ
۸۷۔ ” صوفی علی محمد صاحب مستری
۸۸۔ ” مستری محمد یوسف صاحب
۸۹۔ ” ملک بشیر احمد صاحب ناصر مع والدہ محترمہ و اہل و عیال
۹۰۔ ” اہلیہ محترمہ و بچگان عبد الرحیم صاحب سندھی
۹۱۔ ” اہلیہ صاحبہ عبد الاحد خاں صاحب مرحوم
۹۲۔ ” اہل و عیال مکرم چودھری سکندر خاں صاحب
۹۳۔ ” بچگان مستری دین محمد صاحب ننگلی
۹۴۔ ” مولوی بشیر احمد صاحب طاہر
۹۵۔ ” مولوی شبیر احمد صاحب ناصر بانگروی
۹۶۔ ” عبد الرحمٰن صاحب براڑ
۹۷۔ ” مختار احمد صاحب
۹۸۔ ” ذو الفقار احمد صاحب مع والدہ محترمہ و اہلیہ محترمہ
۹۹۔ ” خواجہ مسعود احمد صاحب ڈار
۱۰۰۔ ” محمد عبد اللہ صاحب بذریعہ مکرم خواجہ عبد الستار صاحب

### وارانسی (یوپی)

۱۔ مکرم پروفیسر عبد السلام صاحب مع اہل و عیال
۲۔ ” عبد الحمید صاحب
۳۔ ” عبد الستار صاحب
۴۔ ” عبد السمیع خاں صاحب

### شاہجہانپور (یوپی)

۱۔ مکرم مسعود احمد صاحب
۲۔ مکرمہ آفریدہ خاتون صاحبہ دختر مکرم محمد عقیل صاحب قریشی
۳۔ مکرم قریشی محمد عقیل صاحب منجانب حضرت مصلح موعود رضؓ
۴۔ ” ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی
۵۔ ” قریشی محمد صادق صاحب
۶۔ ” قریشی محمد فاروق صاحب مع اہلیہ صاحبہ
۷۔ ” عبد الواحد صاحب
۸۔ ” محمد آدم صاحب
۹۔ ” شفیع الدین صاحب لودھی پور
۱۰۔ ” منشی قمر الدین صاحب
۱۱۔ ” حمید الدین صاحب
۱۲۔ ” بیگم صاحبہ حاجی عبد القدوس صاحب مرحوم
۱۳۔ ” منشی کلیم الدین صاحب و اہلیہ محترمہ
۱۴۔ ” بیگم صاحبہ ڈاکٹر محمد عابد صاحب
۱۵۔ ” مہر جہاں صاحبہ بنت قریشی محمد عقیل صاحب
۱۶۔ ” اہلیہ صاحبہ قریشی محمد عقیل صاحب
۱۷۔ ” حفیظہ نعیمی صاحبہ
۱۸۔ ” اہلیہ صاحبہ محمد صادق صاحب

### متفرق یوپی

۱۔ مکرم قاضی محمد ظہیر الدین صاحب علی پور کھیڑہ
۲۔ ” حاجی بشیر احمد صاحب بجولورہ
۳۔ ” ڈاکٹر محمد رفیع اللہ صاحب فیض آباد
۴۔ ” میاں عبد الحی صاحب ”
۵۔ ” محمد نسیم صاحب ”
۶۔ ” ممتاز احمد صاحب امروہہ
۷۔ ” مشتاق احمد صاحب ”
۸۔ ” مبارک حسین صاحب ”
۹۔ ” محمد حنیف صاحب موضع مسکرا
۱۰۔ ” یٰسین صاحب کمہریا
۱۱۔ ” سلیم الدین صاحب ساندھن
۱۲۔ ” منشی عبد اللطیف صاحب سرنانگلہ
۱۳۔ ” امام علی خاں صاحب کینیا
۱۴۔ ” یوسف علی خاں صاحب ”
۱۵۔ ” بشیر احمد صاحب و ہمشیرہ صاحبہ امروہہ

### نیو کیپٹل - کٹک (اڑیسہ)

۱۔ مکرم سید منظور احمد صاحب مع اہلیہ صاحبہ نیو کیپٹل
۲۔ ” سید عبد القدیر مع والدین محترم کٹک

### کرنگاؤں (اڑیسہ)

۱۔ مکرم آدم عثمان صاحب
۲۔ ” تراب خان صاحب

## پنڈکال (اڑیسہ)

۱۔ مکرم محمد مظفر علی صاحب
۲۔ " محمد فرقان علی صاحب
۳۔ " محمد عبدالرحمٰن صاحب
۴۔ " شمس الحق خاں صاحب مع اہل وعیال
۵۔ " منیرالدین خاں صاحب
۶۔ " حبیب خاں صاحب
۷۔ " حنیف خاں صاحب
۸۔ " مراد علی خاں صاحب
۹۔ " عبدالشکور خاں صاحب
۱۰۔ " کالے خاں صاحب
۱۱۔ " محمد جلال الدین صاحب
۱۲۔ " عبدالغفار خاں صاحب
۱۳۔ " شیخ تمر صاحب
۱۴۔ " محمد شبیر علی صاحب
۱۵۔ " محمد لطف الرحمٰن صاحب
۱۶۔ " نثار خاں صاحب
۱۷۔ " محمود خاں صاحب
۱۸۔ " مقبول خاں صاحب
۱۹۔ " ناصرالدین خاں صاحب
۲۰۔ " ہارون خاں صاحب
۲۱۔ " منشی یار محمد صاحب
۲۲۔ " امیرٌ بیگم صاحبہ
۲۳۔ " شمشیرن بی بی صاحبہ
۲۴۔ " حفیظہ بی بی صاحبہ
۲۵۔ " رحمت بیگم صاحبہ
۲۶۔ " سائرن بیگم صاحبہ اہلیہ مسعود خاں صاحب
۲۷۔ " رسولاں بی بی صاحبہ
۲۸۔ " صالحہ بیگم صاحبہ
۲۹۔ " طاہرہ خاتون صاحبہ اہلیہ عبدالسبحان صاحب
۳۰۔ " عائشہ بی بی صاحبہ اہلیہ نذیر خاں صاحب
۳۱۔ " فاکرہ بی بی صاحبہ
۳۲۔ " کبریٰ بیگم صاحبہ
۳۳۔ " مریم بی بی صاحبہ
۳۴۔ " نذیرن بی بی صاحبہ
۳۵۔ " رحیمہ بی بی صاحبہ
۳۶۔ " مہربان خاں صاحب
۳۷۔ " تبارک خاں صاحب
۳۸۔ " نواب خاں صاحب
۳۹۔ " جمعہ خاں صاحب
۴۰۔ " حاکم خاں صاحب

## کیرنگ (اڑیسہ)

۱۔ مکرم رنباز خاں صاحب ولد حاجی خاں صاحب
۲۔ " کریم خاں صاحب مع بسیم خاں بچہ
۳۔ " مبشر خاں صاحب
۴۔ " امتہ الحی صاحبہ بنت شیخ طاہرالدین صاحب
۵۔ " امیرن بی بی صاحبہ اہلیہ شیخ رسول صاحب
۶۔ " بیت اللہ بی بی صاحبہ اہلیہ ابو یونس خاں صاحب
۷۔ " زیتون بی بی صاحبہ

۸۔ محترمہ حسرت بی بی صاحبہ بیوہ شیخ یونس خاں صاحب
۹۔ " دلہن بی بی صاحبہ اہلیہ محرم خاں صاحب
۱۰۔ " زہرہ بی بی صاحبہ بیوہ عبدالحمید خاں صاحب مرحوم
۱۱۔ " سلیمن بی بی صاحبہ اہلیہ منشی خاں صاحب
۱۲۔ " نور جہاں بی بی صاحبہ

## پلوری (اڑیسہ)

۱۔ مکرم شیخ علی احمد صاحب
۲۔ " غلام مسیح صاحب

## پدنپدا۔ سری پار (اڑیسہ)

۱۔ مکرم محمود اللہ خاں صاحب مع اہلیہ محترمہ
۲۔ " ظفراللہ صاحب "
۳۔ " ہدایت اللہ خاں صاحب "

## کیرنگ (اڑیسہ)

۱۔ مکرم خان بہادر مصاحب خاں صاحب
۲۔ " تجمل علی خاں صاحب
۳۔ " داور خاں صاحب
۴۔ " طائرن بی بی صاحبہ
۵۔ " والدین محمد نصیرالدین خاں صاحب
۶۔ " ناظر خاں صاحب
۷۔ " امتہ القیوم صاحبہ اہلیہ ظہور الحسن صاحب
۸۔ " اہلیہ شہاب علی صاحب
۹۔ " " فیاض الدین صاحب

## کھرڈاپلی (اڑیسہ)

۱۔ مکرم شیخ احمد دین صاحب
۲۔ " بدرالنساء صاحبہ
۳۔ " فطری بی بی صاحبہ
۴۔ " قمر علی صاحب
۵۔ " تبارک بی بی صاحبہ
۶۔ " شیخ محمد مسیح صاحب
۷۔ " اہلیہ صاحبہ یٰسین خاں صاحب
۸۔ " داؤد احمد صاحب
۹۔ " مولوی محمد صدیق صاحب

## کوٹ پلّہ (اڑیسہ)

۱۔ مکرمہ فیروزہ بیگم صاحبہ اہلیہ یار خاں صاحب

## سونگڑہ۔ بھدرک۔ مانکا گوڑا۔ نیاگڑھ۔ کیندرہ پاڑا۔ چودوار (اڑیسہ)

۱۔ مکرم سید یعقوب الرحمٰن صاحب مع اہل و عیال۔ سونگڑہ
۲۔ " سید ظفرالدین صاحب سونگڑہ
۳۔ " سید مبشرالدین احمد صاحب "
۴۔ " سید غلام احمد صاحب "
۵۔ " نورالدین صاحب "
۶۔ " شاہد الرسول صاحب "
۷۔ " ڈاکٹر مرزا آدم علی بیگ صاحب نیاگڑھ
۸۔ مکرم مرزا شیر علی بیگ صاحب مانکا گوڑا
۹۔ " عبدالحمید خاں صاحب "
۱۰۔ " خدیجہ خاتون صاحبہ "
۱۱۔ " منور علی خاں صاحب "
۱۲۔ " مرزا انصار علی بیگ صاحب "
۱۳۔ " محمد عبدالرب صاحب مع اہلیہ محترمہ بھدرک
۱۴۔ " شیخ عبدالعزیز صاحب "
۱۵۔ " محمد علی شاہ صاحب "
۱۶۔ " رفیق احمد صاحب "
۱۷۔ " صالح بیگم صاحبہ بنت مکرم ہارون رشید صاحب "
۱۸۔ " مہرالنساء صاحبہ اہلیہ شیخ محمود احمد صاحب کیندرہ پاڑا
۱۹۔ " جمیلہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ قطب الدین صاحب کیندرہ پاڑا
۲۰۔ " شیخ عبدالرشید صاحب چودوار

## ڈبروگڑھ (آسام) جے پور (راجستھان)

۱۔ مکرمہ مہرالنساء صاحبہ ڈبروگڑھ
۲۔ مکرم شمیم احمد صاحب جے پور

## سکندرآباد (آندھرا)

۱۔ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب
۲۔ " " سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب
دختر محترمہ صدیقہ بیگم صاحبہ دختر
۳۔ مکرم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب مع اہلیہ صاحبہ۔ ومنجانب حضرت مصلح موعودؓ
۴۔ " راشد محمد الہ دین صاحب
۵۔ " بیگم صاحبہ سیٹھ فاضل الہ دین صاحب
۶۔ " سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب مع اہل وعیال

## حیدرآباد (آندھرا)

۱۔ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت سید بشارت احمد صاحب مرحوم
۲۔ مکرم سید عبدالہادی صاحب اورنگ آبادی
۳۔ " مولوی محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی مع اہلیہ محترمہ
۴۔ " احمد عبدالعزیز صاحب
۵۔ " احمد عبدالمنان صاحب
۶۔ " اعجاز حسین صاحب مع اہلیہ صاحبہ
۷۔ " خواجہ عبدالواجد صاحب انصاری۔
۸۔ " محی الدین صاحب غوری
۹۔ " مرزا احمد اللہ بیگ صاحب
۱۰۔ " اکبر حسین صاحب مع اہل و عیال
۱۱۔ " سیٹھ سید عمر صاحب
۱۲۔ " " " جہانگیر احمد صاحب
۱۳۔ " نصرت بیگم صاحبہ بنت سیٹھ غلام احمد صاحب
۱۴۔ " عصمت بیگم صاحبہ " " "
۱۵۔ " احمد عبدالحمید صاحب
۱۶۔ " اختر احمد صاحب
۱۷۔ " سید زین العابدین صاحب
۱۸۔ مکرم محمد ابراہیم خاں صاحب

## متفرق آندھرا

۱۔ مکرم منصور احمد صاحب جنت کنٹہ
۲۔ " غلام رسول صاحب اڈمکور

## صوبہ بہار

۱۔ حضرت سید وزارت حسین صاحب اورین مع اہل وعیال
۲۔ مکرم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اختر اورینوی۔ پٹنہ
۳۔ محترمہ بیگم صاحبہ سید فضل احمد صاحب پٹنہ
۴۔ مکرم ملک محمد اسماعیل صاحب "
۵۔ " سید عاشق حسین صاحب خانپور ملکی
۶۔ " میر عبدالحمید صاحب مع اہل وعیال "
۷۔ " سید مسعود عالم صاحب مع اہلیہ صاحبہ "
۷۔ " سید مجید عالم صاحب
۸۔ " پروفیسر شاہ شکیل احمد صاحب گیا
۹۔ " ڈاکٹر محمد یونس صاحب مع اہل وعیال بھاگلپور
۱۰۔ " سیدہ ہاجرہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ ڈاکٹر محمد یونس صاحب
۱۱۔ " سید خورشید عالم صاحب مع اہل وعیال بھاگلپور
۱۲۔ " غلام ربانی صاحب
۱۳۔ " دارو غہ احمد رضا خاں صاحب مع بچگان بھاگلپور
۱۴۔ " عبدالرحمٰن خاں صاحب بھاگلپور
۱۵۔ " سید داؤد احمد صاحب مظفرپور
۱۶۔ " ملک شریف احمد صاحب آڑہا
۱۷۔ " شیخ ابراہیم صاحب موسیٰ بنی مائینز
۱۸۔ " سید محی الدین احمد صاحب رانچی مع اہلیہ اوّل و دوم

## متفرق بھارت

۱۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ شیخ محمد رفیق صاحب تاجر مدارس
۲۔ مکرم پی عبدالحمید صاحب بمبئی
۳۔ " وی کے محی الدین صاحب بمبئی
۴۔ " سعیدی اللہ صاحب چینڈی
۵۔ " بشیر احمد صاحب ولد محمد علی صاحب نانڈرٹ ۔ میسور
۶۔ مکرم عبدالکریم صاحب دیوورگ
۷۔ " بابو غلام رسول صاحب اوورسیئر چمبہ ۔ ہماچل
۸۔ " غلام زینب فاطمہ صاحبہ لسند ضلع رائے پور ۔ ایم پی
۹۔ " سلیمہ بیگم صاحبہ "

(باقی انشاء اللہ آئندہ)

وکیل المال تحریک جدید قادیان

# تحریکِ جدید حضرت مُصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک عظیم یادگار ہے

## احباب اس تحریک کی عظمت کو سمجھیں اور ان الٰہی برکتوں کا احساس کریں جو اس کے نتیجہ میں ہمیں حاصل ہوئی ہیں

## اس سال گزشتہ سال کی نسبت وعدوں میں کمی ہے اسلئے دوست وعدے لکھوانے کی طرف فوری توجہ دیں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ ۲۳ ہجرت ۱۳۴۸ ہش بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

چند دنوں سے مجھے سردرد کی تکلیف تھی لیکن کل یہ تکلیف بہت شدت اختیار کر گئی اس وقت کچھ افاقہ ہے۔ میں اس وقت مختصراً جماعت کو ایک اہم بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ تحریک جدید کے چندوں کے وعدے اور ان کی ادائیگی ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کی شکل میں اپنی

### ایک عظیم یادگار

چھوڑی ہے اور اس کے جو نمایاں پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں ان میں سے

### ایک نمایاں پہلو

تو تربیت جماعت کا ہے۔ آپؓ ایک لمبا عرصہ اسلام کی ضروریات جماعت کے سامنے رکھ کر جماعت کو آہستہ آہستہ تربیت اور قربانی اور ایثار کے میدانوں میں آگے سے آگے لے جاتے چلے گئے۔

### دوسرا نمایاں پہلو

..... پاک و ہند سے باہر جماعتوں کا قیام ہے۔ ۱۹۳۴ء میں جب یہ تحریک شروع ہوئی تھی بیرون پاک و ہند بہت کم جماعتیں تھیں۔ ایک آدھ ملک میں کچھ لوگ احمدیت سے متعارف اور اس کی حقانیت کے قائل تھے لیکن

### تحریک جدید کے اجراء کے ساتھ

(جو یقیناً الٰہی تحریک ہے) بڑی کثرت سے مختلف ممالک میں جماعت ہائے احمدیہ قائم ہوئیں۔ پھر ان کی تربیت ہوئی۔ اور اب آپ دیکھیں۔ خواہ مرکز میں رہنے والے ہیں (یا مرکز جس ملک میں ہے اس کے باشندے ہیں) وہ کسی صورت میں بھی پیچھے نہیں ہیں۔ یہاں بھی کمزور احمدی پائے جاتے ہیں۔ غیر ممالک میں بھی کمزور احمدی پائے جاتے ہیں۔ لیکن جس رنگ کا اخلاص، فدائیت اور بے نفسی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ہمیں جماعت احمدیہ کی بھاری اکثریت میں یہاں نظر آتا ہے اسی طرح بیرون ملک کی جماعتوں میں بھی ہمیں نظر آتا ہے۔ پھر جس طرح

### ہماری حقیر قربانیوں کے نتیجہ میں

اللہ تعالیٰ ہم سے پیار کرتا اور اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے اسی طرح ان لوگوں سے بھی وہ اپنی محبت اور پیار کا اظہار کرتا ہے۔ ہم میں اور ان میں کوئی فرق نہیں رہا۔ آج تو یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے جو ہمیں نظر آ رہی ہے لیکن ۱۹۳۴ء میں یہ ایک ایسا تخیّل تھا کہ اگر آج کی تصویر لوگوں کے سامنے رکھ دی جاتی تو اُن کی اکثریت اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوتی۔ مگر اس مردِ اولوالعزم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہوئے یہ کام شروع کیا اور خدا تعالیٰ نے اس میں بڑی برکت ڈالی۔

### تیسری نمایاں چیز

جو ہمیں تحریک جدید کے کام میں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ غیر مذاہب کو اس وجہ سے اور اس کے کاموں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ اور وہ جو اپنی جہالت اور عدم علم کی وجہ سے اسلام کو خاطر میں نہیں لاتے تھے آج وہ اسلام کے عقلی دلائل اور اسلام کی تاثیرات روحانیہ اور تائیداتِ سماویہ سے مرعوب ہو رہے ہیں۔ ایک انقلاب عظیم بپا ہو گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ابھی بہت سا کام کرنا ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ اس

### عظیم انقلاب کی ابتدائی شکل

ظاہر ہو گئی ہے۔ اس کی تکمیل میں کچھ وقت لگے گا۔ یعنی جب ہم ان اقوام کے دل اپنے اور ان کے ربّ کے لئے جیت لیں گے۔ اور ساری دنیا میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جانے لگے گا اور اسلام مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے گا۔ بہرحال

### اس انقلاب عظیم کے آثار

ہمیں نظر آ رہے ہیں اور یہ بھی حیران کن ہے انقلاب مختلف مدارج میں سے گزرتا ہے ایک دور اس کا یہ ہے۔ اور وہ بھی عقل کو حیرانی میں ڈالنے والا ہے کہ آج سے چند سال پہلے اسلام کے خلاف اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف منکرینِ اسلام کس طرح متکبرانہ نعرے لگاتے تھے اور آج وہی لوگ ہیں جو احمدی مربیوں اور مبلغوں سے بات کرتے ہوئے بھی گھبراتے ہیں۔ اور بات کرنے سے کتراتے ہیں۔ اور تحریک جدید کے کام کا یہ حصہ جو ایک نمایاں خصوصیت کے رنگ میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ کام بھی ہوا ہے کہ ان ممالک میں

### قرآن کریم اور اس کی تفسیر

کی بڑی کثرت سے اشاعت کی گئی ہے لیکن ابھی بہت روپے کی ضرورت ہے ابھی بڑے فدائی مبلغوں کی ضرورت ہے۔ ابھی بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ ابھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے بڑے مجاہدہ کی ضرورت ہے تاکہ ہم انتہائی اور آخری کامیابی دیکھ سکیں لیکن جو کام ہوا ہے وہ بھی معمولی نہیں۔ تراجم ہو گئے

### اسلامی تعلیم سے واقفیت

ہو گئی۔ تفسیر پڑھنے لگے اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یورپ کے ملکوں میں رہنے والے ہمارے احمدی بھائیوں سے اگر آپ کسی مسئلہ پر بات کریں تو وہ شاگرد کی طرح سامنے نہیں بیٹھے ہوتے بلکہ اگر آپ سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ قرآن کریم کی کوئی آیت یا نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث پیش کر کے آپ کی بات کو ردّ کرتے ہیں۔ غرض انہوں نے اسلام اور احمدیت کو

### علیٰ وجہ البصیرت

قبول کیا ہے اور اس سے ان کے دل میں اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت پیدا ہوئی۔ بڑے شوق سے علم قرآن کو سیکھا اور اب وہ بڑے وثوق کے ساتھ ہر جگہ اسلام کی تعلیم اور قرآن کریم کے علوم کو پیش کرتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے غالب آتے ہیں۔ پس

### قرآن کریم کے تراجم اور تفسیر کی اشاعت

یہ بھی ایک نمایاں کام ہے جو تحریک جدید کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مخلصین جماعت سے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے ہم ہمیشہ ہی بھوکے ہیں اور کسی مقام پر دل تسلی نہیں پکڑتا کیونکہ غیر متناہی ترقیات کے دروازے ہم پر کھولے گئے ہیں ہر نئے دروازے میں داخل ہونے کے بعد اس سے اگلے دروازے میں داخل ہونے کو ضرور دل چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت کو ہی (اگر وہ مسخ نہ ہو چکی ہو) ایسا بنایا ہے

بہرحال ہمیں ترقی کے میدان آگے نظر

آرہے ہیں (اللہ کی رحمت سے) اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نہ مٹنے والے نشان ہمیں پیچھے نظر آرہے ہیں۔ تحریک جدید کی

## یہ ایک نمایاں خصوصیّت

ہمیں نظر آتی ہے۔ اور بھی بہت سی خصوصیات ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے سردرد کی وجہ سے میں اس وقت زیادہ تفصیل میں نہیں جا سکتا۔ جماعت کو میں اس وقت اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ

## حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے

اپنی ایک بہت بڑی نشانی تحریکِ جدید کی شکل میں اپنے پیچھے چھوڑی ہے

آپؓ کے وصال کے بعد جماعت کے مشورہ سے ہم نے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی اور اس کے لئے جماعت نے مالی قربانیاں دیں۔ اور اس کے سپرد بعض کام بھی کئے گئے ہیں لیکن تحریکِ جدید کے مقابلہ میں یہ مالی قربانیاں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ جتنی اس وقت تک

## تمام دنیا کے احمدیوں

نے تحریکِ جدید کے لئے مالی قربانی دی ہے۔ شاید اس کا بارھواں یا پندرھواں یا بیسواں حصہ بھی فضلِ عمر فاؤنڈیشن کی مالی قربانی نہ ہو۔ کام بھی اس (فضلِ عمر فاؤنڈیشن) کے محدود ہیں۔ اور اس کے وعدوں کی وصولی کا زمانہ بھی ۳۰ جون کو ختم ہو رہا ہے۔ اس لئے آپ اس کی طرف زیادہ توجہ دیں (میں یہ نہیں کہتا کہ تحریکِ جدید کی طرف توجہ نہ دیں۔ ہماری بھاری اکثریت ایسی ہے کہ جو دونوں تحریکوں کے وعدے پورے کر سکتی ہے۔ لیکن) بہرحال ۳۰ جون کو فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا کھاتہ تو بند ہو جائے گا۔ لیکن تحریکِ جدید کا کھاتہ تو نہ اس سال بند ہوگا اور نہ اگلے سال۔

## اللہ تعالیٰ فضل کریگا

اور بھی بہت سی تحریکیں خلفائے جماعت احمدیہ کے ذریعہ جاری کرے گا۔ اس میں دوستِ کبھی کسی شکل میں اور کبھی کسی شکل میں مالی قربانی بھی دیں گے۔

اب میں نے وقفِ عارضی کی جو تحریک کی ہے۔ اگر ایک ہزار آدمی پندرہ دن کے لئے باہر جائے تو ان کے کرایہ کا خرچ۔ ان کے زائد کھانے کا خرچ وغیرہ ملا کر لاکھوں کی رقم بن جاتی ہے۔ لیکن اس کی شکل ایسی ہے کہ جو کسی حساب یا جائزے میں نہیں آتی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ظاہر اور باطن خرچ کی ہدایت کی گئی ہے خدا تعالیٰ نے اس کے لئے یہ ایک راستہ کھول دیا ہے کہ

## تحریکِ جدید

میں تم ظاہری طور پر چندے دیتے ہو۔ یہ علانیہ چندے ہیں۔ ریکارڈ ہوتے ہیں چھپتے ہیں۔ رپورٹیں پڑھی جاتی ہیں۔ لیکن کچھ ایسے خرچ بھی خدا تعالیٰ کی راہ میں کئے جاتے ہیں جو علانیہ نہیں ہوتے سراً ہوتے ہیں۔ وقفِ عارضی کی مالی قربانی کی طرح

## تحریکیں تو ہوتی رہیں گی

لیکن بہت سی تحریکیں ایک خاص وقت پر شروع ہوتی ہیں۔ لیکن وہ چلتی چلی جاتی ہیں جب تک کہ قوم زندہ رہے۔ اور وہ اپنی آخری اور انتہائی فلاح کو حاصل نہ کر لے۔ تحریکِ جدید بھی اسی قسم کی تحریکوں میں سے ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وقفِ عارضی کو بھی اسی طرح چلنا چاہیئے۔ اور تحریکیں بھی اپنے وقت پر ہوتی رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اس مقام سے بگڑنے سے بچانے کے لئے جہاں وہ آج پہنچ چکے ہیں ان کے اوپر اٹھانے کا سامان کرنا ہے۔ دماغ میں ایک بات آتی ہے پیش کر دی جاتی ہے۔ بشاشت سے قبول کی جاتی ہے اور کام شروع ہو جاتا ہے

اس سال ممکن ہے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا سال ختم ہونے کی وجہ سے

## تحریکِ جدید کے وعدوں میں کمی ہو

تحریکِ جدید کے وعدے پچھلے سال کے وعدوں تک بھی نہیں پہنچے۔ تقریباً بیس ہزار روپے کا فرق ہے۔ گزشتہ سال پانچ لاکھ نوّے ہزار کے وعدے تھے۔ اس سال اس وقت تک پانچ لاکھ ستر ہزار کے وعدے ہوئے ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ یہ پانچ لاکھ نوّے ہزار کے وعدے مارچ اپریل تک ہوئے اور بھی وعدے لکھوانے میں اور ادائیگیوں میں بھی بڑا وقت ہے۔ لیکن ہم نے اپنے سامنے جو ایک ٹارگٹ Target رکھا ہے۔ یعنی ہم نے جو فیصلہ کیا ہے کہ تحریکِ جدید میں اتنی رقم جمع ہو وہ ہماری جماعت کو جمع کرنی چاہیئے۔ اور یہ طے شدہ منصوبہ سات لاکھ نوّے ہزار کے بجٹ پر مشتمل ہے۔ اس کے مقابلہ میں یہ وعدے بہت کم ہیں۔

جیسا کہ میں نے اپنے ایک خطبہ میں بتایا تھا کہ جماعت میں استعداد ہے کہ وہ تحریک کا سات لاکھ نوّے ہزار کا بجٹ پورا کر سکے۔ اگر وہ تحریکِ جدید کی اہمیت کو سمجھیں۔ اگر وہ ان الٰہی برکتوں کا احساس رکھیں جو تحریکِ جدید میں

## معمولی اور حقیر قربانیوں

کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے ہم نے حاصل کی ہیں۔ اگر وہ اسلام کی ضرورت کو پہچانیں اور یہ یقین رکھیں کہ ضرورتِ وقت سے شاید ہزارواں حصہ بھی نہیں جو ہم دے رہے ہیں۔ لیکن جتنا ہم دے سکتے ہیں وہ ہمیں دینا چاہیئے تاکہ جو ہم نہیں دے سکتے اور جس کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل اور اپنی برکت سے پورا کر دے۔ پس وعدوں کے لکھوانے کی طرف فوری توجہ دیں۔ اور پھر ۳۰ جون کے بعد

## وصولیوں میں تیزی

پیدا ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مجھے بھی اور آپ کو بھی اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے اور ان کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے

# مجاہدین تحریکِ جدید کی خصوصی توجّہ کیلئے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ ہجرت ۱۳۴۸ ہش اس سے قبل اخبار بدر مورخہ ۲۶ احسان ۱۳۴۸ ہش میں شائع ہو کر احباب تک پہنچ چکا ہے۔ اس خطبہ میں جن امور کی طرف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے توجہ دلائی ہے وہ اس بات کے متقاضی ہیں کہ احباب جماعت کے سامنے بار بار پیش کئے جائیں اس لئے یہ خطبہ جمعہ طبع کروا کر دوبارہ احباب کی خدمت میں بھجواتے ہوئے احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ

۱۔ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضؓ نے "نظامِ نو" میں فرمایا ہے کہ :۔

"جیسا کہ میں بتا آیا ہوں یہ کام (نظامِ نو کی تکمیل) وقت چاہتا ہے اور اس دن کا محتاج ہے جب سب دنیا میں احمدیت کی کثرت ہو جائے۔ ابھی موجودہ آمد مرکز کو بھی صحیح طور پر چلانے کے قابل نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں تحریکِ جدید کا القاء فرمایا تاکہ اس کے ذریعہ سے ابھی سے ایک مرکزی فنڈ قائم کیا جائے۔ پس تحریکِ جدید کیا ہے؟ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے عقیدت کی یہ نیاز پیش کرنے کے لئے ہے کہ وصیت کے ذریعہ تو جس نظام کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے اس کے آنے میں ابھی دیر ہے۔ اس لئے ہم تیرے حضور اس نظام کا ایک چھوٹا سا نقشہ تحریکِ جدید کے ذریعہ پیش کرتے ہیں تاکہ اس وقت تک کہ وصیت کا نظام مضبوط ہو اس ذریعہ سے جو مرکزی جائداد پیدا ہو اس سے تبلیغ احمدیت کو وسیع کیا جائے اور تبلیغ سے وصیت کو وسیع کیا جائے" (نظامِ نو صفحہ ۱۱۵-۱۱۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ :۔

۲۔ "ایک انقلابِ عظیم بپا ہو گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابھی بہت سا کام کرنا ہے۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ اس عظیم انقلاب کی ابتدائی شکل ظاہر ہو گئی ہے"

۳۔ "تحریکِ جدید کے وعدوں میں کمی ہے ..... جیسا کہ میں نے اپنے ایک خطبہ میں بتایا تھا کہ جماعت میں استعداد ہے کہ وہ تحریکِ جدید کا ... بجٹ پورا کر سکے اگر وہ تحریکِ جدید کی اہمیت کو سمجھیں۔ اگر وہ الٰہی برکتوں کا احساس رکھیں، جو تحریکِ جدید میں معمولی اور حقیر قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ سے ہم نے حاصل کی ہیں۔ اگر وہ اسلام کی ضرورت کو پہچانیں اور یہ یقین رکھیں کہ ضرورتِ وقت سے شاید ہزارواں حصہ بھی نہیں جو ہم دے رہے ہیں لیکن جتنا ہم دے سکتے ہیں اور جس کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل اور اپنی برکت سے پورا کر دے۔ پس وعدوں کے لکھوانے کی طرف فوری توجہ دیں۔ اور پھر

## ۳۰ جون (احسان)

کے بعد وصولیوں میں زیادہ تیزی پیدا ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مجھے بھی اور آپ کو بھی اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے اور ان کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے"

مجھے امید ہے کہ آپ نہ صرف خود اس طرف فوری توجہ دیں گے بلکہ اپنے مقامی عہدہ کے لحاظ سے جو ذمہ داری جماعتِ مقامی کی آپ پر عاید ہوتی ہے اس کو بھی پورا کرنے کی کوشش کریں گے اور ۳۰ جون (احسان) کے بعد وصولی کی رفتار کو تیز سے تیز تر کرنے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

اس وقت تک سو فیصدی چندہ تحریکِ جدید ادا کرنے والے افراد کی فہرست ذیل میں شائع کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے اموال اور اخلاص میں برکت عطا فرمائے۔ اور باقی احباب کو بھی ان کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قبل کوئی اُمتی نبی کیوں مبعوث نہیں ہوئے

از مکرم مولوی محمد عمر فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

عام طور پر احمدیوں کو اس قسم کے سوالات سے واسطہ پڑتا ہے کہ سیدنا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قبل کے درمیانی عرصہ میں کوئی نبی کیوں مبعوث نہیں ہوئے؟ تیرہ سو سال کے طویل عرصہ میں جب کہ امتِ محمدیہ میں کئی جلیل القدر صحابہ اور اکابرینِ امت گدّی نشین اور علماء و مشائخ گزرے ہیں ان سب کو چھوڑ کر امتی نبی کا لقب پانے کے لئے صرف حضرت مرزا غلام احمد القادیانی علیہ السلام ہی کیوں مخصوص ہوئے۔ چنانچہ اسی قسم کا ایک سوال اخبار بدر کی حالیہ اشاعت میں بھی شائع ہوا تھا۔ اس سوال کے جواب میں عرض ہے کہ

(۱) دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے انبیاء اور مرسلین کو بھیجنے کا حق صرف خدا تعالےٰ کو حاصل ہے۔ اس کام کے لئے وہ کسی کی خواہش اور مشورہ کا محتاج نہیں۔ یہ صرف خدا تعالےٰ کے علم اور منشا کے ساتھ مختص ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ (الانعام آیت ۱۲۵) یعنی خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کس کو دے۔ کون رسول بننے کا مستحق ہے اور کون نہیں۔

خدا تعالےٰ اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ کس زمانہ میں اور کن لوگوں میں اور کس وقفہ کے بعد پیغمبروں کو دنیا میں مبعوث فرمائے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بعض قوموں میں متواتر اور لگاتار انبیاء مبعوث ہوتے رہے۔ اور بعض اوقات بیک وقت ایک سے زائد نبی ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے فرزند حضرت اسحٰق اور حضرت اسحٰق کے بیٹے حضرت یعقوبؑ اور حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت یوسفؑ خدا کے پیغمبر تھے۔ حضرت یعقوبؑ کی نسل بنی اسرائیل میں حضرت عیسیٰؑ تک کئی پیغمبر لگاتار مبعوث ہوتے رہے۔ لیکن حضرت ابراہیمؑ کے پہلے فرزند حضرت اسمٰعیل کی نسل بنی اسماعیل میں دو ہزار سال کے بعد ہی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کے آنے کے زمانہ کا تعیّن خدا تعالےٰ ہی کر سکتا ہے۔ یہ کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔

اگر حضرت رسول کریم صلعم کے بعد تیرہ سو سال تک کسی قسم کے نبی کے نہ آنے کی وجہ سے حضرت مرزا صاحبؑ کا بطور امتی نبی بن کر آجانا مشکوک بن سکتا ہے تو اسی قاعدہ کی رو سے حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت [illegible] مشکوک ٹھہر سکتی ہے کیونکہ حضور صلے اللہ [illegible] وسلم بنی اسماعیل میں حضرت ا[illegible]یل کے دو ہزار سال بعد مبعوث ہوئے تھے۔ اور اس طویل عرصہ میں بنی اسماعیل میں کوئی اور نبی مبعوث نہیں ہوئے تھے۔

لہٰذا اس دعوے کی کوئی حقیقت نہیں ہے کہ رسولِ کریم صلعم کے بعد تیرہ سو سال تک کوئی نبی اس امت میں مبعوث نہ ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کا دعوئ نبوت مشکوک ہو جاتا ہے۔

(۲) اسی طرح یہ سوال کہ امتِ محمدیہ میں امتی نبی آسکتے ہیں تو اس لقب کے پانے کے زیادہ تر مستحق جلیل القدر صحابہؓ اور اکابرینِ امت اور گدی نشین اور علماء و مشائخین ہی ہوتے ہیں۔ یہ لقب پانے کے لئے صرف مرزا صاحب ہی کیوں مخصوص کئے گئے تھے۔ کوئی انوکھا یا نیا سوال نہیں ہے بلکہ اس قسم کے سوالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی کئے جاتے تھے چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ

یعنی انہوں نے یہ اعتراض بھی کیا کہ یہ قرآن دونوں بڑے بڑے شہروں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہیں ہوا۔ یعنی محمد رسول اللہ صلعم ایک یتیم پر کیوں نازل ہوا؟ ہم سرداران قوم کو منوانا تھا تو طائف اور مکہ کے کسی بڑے رئیس پر یہ کلام نازل ہوتا۔

اس کے جواب میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ کہ کیا وہ لوگ تیرے رب کی رحمت کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں؟ (زخرف آیت ۳۲۔۳۳)

اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ جواباً فرماتا ہے قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔ (کہ کہہ دیں کہ فضل تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنا فضل نازل فرماتا ہے اور اللہ بہت وسعت دینے والا اور بہت جاننے والا ہے وہ جسے چاہتا ہے اسے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے۔ اور اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے۔

غرض خدا تعالےٰ اپنی رحمت اور فضل کا جس کو چاہتا ہے مستحق بنا دیتا ہے۔ لہٰذا یہ اعتراض کہ امتِ محمدیہ میں سوائے حضرت مرزا صاحب کے کسی کو اس رحمت نبوت کا مستحق کیوں نہیں قرار دیا گیا، خدا تعالےٰ کی ذات پر جا کر پڑتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اس قسم کے معترضین کے آگے جوابدہ نہیں ہے

(۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ہونے والے حالات کا تفصیلی نقشہ اس طرح کھینچا ہے کہ

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰی ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ

(مشکوٰۃ کتاب الرقاق)

اس حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد آنے والے حالات کی تفصیل بیان فرمادی ہے کہ حضورؐ کی نبوت و رسالت کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت ہوگی۔ پھر اس کے بعد سخت ترین حکومت قائم ہوگی۔ اس کے بعد جبری حکومت کا دور ہوگا۔ پھر اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت قائم ہوگی۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ہی حالات ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت خلفائے راشدین کے ذریعہ قائم ہوئی اس کے بعد بنو امیہ اور بنو عباسیہ کی حکومتوں کے ذریعہ ملکاً عاضاً کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اس کے بعد ملکاً جبریہ والی پیشگوئی مسلم دنیا میں قائم شدہ مختلف جبری حکومتوں کے ذریعہ پوری ہوتی رہی۔

مذکورہ پیشگوئی میں ان حکومتوں کے بعد قائم ہونے والی نبوت اور اس کے بعد کی خلافت کی پیشگوئی پوری ہونی باقی تھی۔ سو یہ پیشگوئی بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت اور اس کے بعد جاری شدہ خلافت کے ذریعہ بدرجہ اتم پوری ہو رہی ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا من وعن پورا ہونا بتاتا ہے کہ امتی نبی ہونے کا شرف صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ہی مقدر تھا۔

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:-

كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا فِيْ اَوَّلِهَا وَالْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْ اٰخِرِهَا

(ابن ماجہ)

یعنی وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے ابتداء میں میں اور آخر میں مسیح ابنِ مریم ہوں گے۔ اس حدیث سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان کوئی امتی نبی مبعوث نہیں ہونگے بلکہ نبوت کا شرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی حاصل ہوگا۔ البتہ اس شرف کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حاصل ہونا حضرت رسولِ کریم صلعم کی اتباع کے ساتھ مشروط ہے۔

(۵) ایک اور مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

خَيْرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلُهَا وَاٰخِرُهَا اَوَّلُهَا فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاٰخِرُهَا فِيْهِمْ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ

یعنی اس امت میں بہترین دور اس کے ابتدائی اور آخری ہوں گے۔ ابتدائی دور میں رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم اور آخری دور میں مسیح ابن مریم (مسیح موعود علیہ السلام) ہوں گے۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

اسی طرح کی ایک اور روایت ہے کہ مَثَلُ اُمَّتِیْ كَمَثَلِ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ۔ یعنی میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے۔ یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ اس کی ابتدا اچھی ہوگی یا انجام۔

ان اقوال زرّیں میں نہایت واضح رنگ میں امّت کے شروع اور آخر کے مبارک دور کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ دونوں دور چونکہ نبوّت کے ساتھ منسلک ہیں اس لئے بابرکت ہوں گے۔

اگر ان ہر دو ادوار کے درمیان بھی کسی نبوت کے ظہور کا امکان ہوتا تو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم ضرور اس کا بھی تذکرہ فرماتے۔

۶۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

لَیْسَ بَیْنِی وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ وَاِنَّہٗ نَازِلٌ (ابوداؤد جلد ۲)

یعنی میرے اور اس نازل ہونے والے مسیح موعود کے درمیان کوئی نبی نہیں ہوگا۔ بخاری کی روایت میں لَیْسَ بَیْنِی وَبَیْنَہٗ نَبِیٌّ کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ حدیث بھی مذکورہ معترضین کی لب بندی کے لئے کافی ہے۔

(۷) ایک اور حدیث مروی ہے کہ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اَبُوْبَکْرٍ خَیْرُ النَّاسِ بَعْدِیْ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ کہ ابوبکر میرے علاوہ سب انسانوں سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبوت کے مقام پر فائز ہو (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۳۲)

ایک روایت یوں بھی آئی ہے کہ

اَبُوْبَکْرٍ اَفْضَلُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَبِیٌّ (کنز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق صفحہ ۶) یعنی حضرت ابوبکر اس امت کے بہترین شخص ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی آجائے کیونکہ اس کا مقام بہرحال حضرت ابوبکر سے بھی اونچا ہوگا۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلعم کے بعد تیرہ سو سال کے عرصہ وہ شخص تمام لوگوں سے افضل ہوگا جس کو خدا تعالےٰ نبوت کا مقام عطا فرمائے گا۔ یہ حدیثیں بھی ان لوگوں کے لئے مُسکت جواب ہیں جو علماء و مشائخین اور گدی نشینوں کا رونا روتے ہیں۔ کہ انہیں نبوت کا مقام کیوں نہیں ملا۔

(۸) حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بلند مرتبہ کے بارے میں حجج الکرامہ میں حضرت امام محمد ابن سیرین کا ایک قول درج ہے کہ

قَالَ یَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ خَلِیْفَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ قِیْلَ خَیْرٌ مِنْھُمَا قَالَ قَدْ کَانَ یُفَضَّلُ عَلٰی بَعْضِ الْاَنْبِیَاءِ کہ جب حضرت امام مذکور نے یہ کہا کہ اس امّت میں ایک خلیفہ مبعوث ہونے والے ہیں جن کا مقام حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے افضل ہوگا تو ان سے سوال کیا گیا کہ کیا ان کا مقام ان دونوں سے بھی افضل ہوگا تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ بلکہ بعض انبیاء سے بھی ان کا مقام بلند ہوگا

(حجج الکرامہ صفحہ ۳۸۶)

(۹) قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کی پیشگوئی مذکور ہے کہ

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (سورۃ الجمعہ)

یعنی وہی خدا ہے جس نے ایک اُمّی قوم کی طرف انہی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا۔ جو ان کو خدا کے احکام سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے نہیں ملی۔

اس آیت کریمہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دو بعثتوں کا ذکر ہے۔ پہلی بعثت تو اُمّیین میں اور دوسری بعثت ایک اور قوم میں ہوگی جو ابھی تک ان سے ملی نہیں ہے۔

مذکورہ آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ایک حدیث میں اس بعثت ثانیہ کے زمانہ کا تعیّن بھی کیا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ :-

کُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ فَاُنْزِلَتْ عَلَیْہِ سُوْرَۃُ الْجُمُعَۃِ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَلَمْ یُرَاجِعْہُ حَتّٰی سَاَلَ ثَلٰثًا وَفِیْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَدَہٗ عَلٰی سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَہٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ (بخاری کتاب التفسیر)

یعنی ہم حضرت رسول کریم صلعم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ الجمعہ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ الخ والی آیت نازل ہوئی۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت حضور اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ سے کون لوگ مراد ہیں؟ رسول کریمؐ اس پر متوجہ نہیں ہوئے۔ میں نے اس سوال کو تین دفعہ دہرایا۔ اس موقع پر ہم میں حضرت سلمان الفارسی بھی تشریف رکھتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمانؓ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ جب ایمان ثریا ستارے تک پرواز کر جائے گا تو اسے ان ہی میں سے ایک شخص آکر دوبارہ واپس لائے گا

اس حدیث سے واضح ہے کہ جب دنیا سے ایمان اُٹھ جائے گا اور اسلام میں اس کا نام اور قرآن کریم میں اس کا رسم الخط باقی رہ جائے گا تو فارسی النسل میں سے ایک شخص کو خدا تعالےٰ مبعوث فرمائے گا۔ اور یہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ وہ لوگ ہوں گے جو اس فارسی النسل شخص کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہوں گے۔

مذکورہ قرآنی آیت اور اس حدیث سے واضح ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم کی بعثت اس زمانہ میں ہوگی جبکہ اسلام اور مسلمانوں کی حالت میں بگاڑ پیدا ہوگا چنانچہ انہی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کو فارسی النسل میں سے اُمّتی نبی اور مسیح موعود و مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا ہے

(۱۰) حضرت رسول کریم صلعم نے اپنے بعد کے حالات کا ذکر ایک موقع پر یوں بھی فرمایا تھا کہ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ یَفْشُوا الْکَذِبُ یعنی بہترین صدی میری ہوگی۔ پھر اس کے بعد کی ہوگی۔ پھر اس کے بعد کی۔ ان تین صدیوں کے بعد جھوٹ اور فریب پھیل جائیگا

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ابتدائی تین صدیوں میں لوگوں میں روحانیت اور ہدایت پائی جائے گی پھر بتدریج کم ہوتے ہوتے مذہب اور روحانیت کی جگہ جھوٹ فریب اور مکاری پھیل جائے گی۔ اس پر بھی جب ایک ہزار سال مکمل ہوگا تو ضلالت و گمراہی اور بے دینی اور بے راہ روی اپنی انتہاء کو پہنچ گی۔ اس وقت خدا تعالےٰ اپنی تدبیر امر فرمائے گا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے :-

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (السجدہ آیت ۶)

یعنی وہ آسمان سے زمین تک اپنے حکم کو اپنی تدبیر کے مطابق قائم کرے گا پھر وہ اس کی طرف ایک ایسے وقت میں جس کی مقدار ایک ہزار سال کی ہے جس کے مطابق تم دنیا میں گنتی کرتے ہو چڑھنا شروع کر دیگا

مذکورہ حدیث اور اس آیت کی تطبیق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلعم کے بعد تین سو سال کے بعد ایک ہزار سال تک مسلمان دنیا میں کمزور ہوتے جائیں گے اس کے بعد خدا تعالےٰ دوبارہ اپنی تدبیر امر کرے گا یعنی حضرت محمد صلعم کی پیشگوئیوں کے مطابق تیرہ صدی کے بعد اسلام کو از سر نو قائم کرنے والا مامور آئے گا۔ اور اسلام پھر مضبوطی سے قائم ہوگا۔

چنانچہ خدا تعالےٰ اور اس کے رسول مخبر صادق حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق سوا تیرہ سو سال کے بعد خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد القادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ کو اُمّتی نبی ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

مذکورہ بالا تمام آیتوں اور حدیثوں میں اس قسم کے سوالوں کا بہترین حل نظر آئے گا کہ حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال تک اس امت میں سوائے حضرت مرزا صاحبؑ کے کسی اور نے اُمّتی نبی ہونے کا دعویٰ کیوں نہیں کیا؟

پس جیسا کہ خود خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے یہ امر صرف اللہ تعالےٰ کے اختیار اور علم اور ارادہ کے ماتحت ہے کہ نبی کی بعثت کب اور کہاں ہونی چاہئے

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سعید روحوں کو حق و صداقت پہچان کر اسے قبول کرنے کی توفیق دے آمین

# اسلام بمقابلہ عیسائیت ہمیں کیوں پیارا ہے

(بقیہ صفحہ ۶)

اور جن بزرگ انبیاء کو ان کی کتاب میں خدا کا فرزند ٹھہرایا گیا ہے ان کو وہ خدا کے فرزند تسلیم نہیں کرتے اور صرف مسیح ہی کو خدا کا اکلوتا بیٹا ٹھہرا کر تثلیث کا ڈھونگ رچا رکھا ہے اس سے ان کے سب کو بھائی بھائی قرار دینے کے اعلان کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے جبکہ ان کے نزدیک ان کے باپ نے صرف مسیح ہی کو اپنا اکلوتا بنا لیا ہے۔ تو دوسرے اس کے بھائی بننے کے قابل کہاں ٹھہرے۔ ان کو تو پادری برکت اللہ صاحب "لے پالک" اور مسیح کو حقیقی بیٹا بتاتے ہیں۔

اسلام نے اس کے مقابلہ پر خدا تعالےٰ کو بجائے اَبْ کے لفظ کے رَبّ کے لفظ سے یاد کیا ہے اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہ ہمارا خدا تو قادر مطلق ہے اور تمام جہانوں کا نہ صرف خالق بلکہ ان کا پرورش کنندہ و محافظ ہے "اَبْ" میں یہ خصوصیات نہیں ہوتیں

مواخات کے متعلق عرض ہے کہ آنحضرت صلعم نے مدینہ جاکر مہاجرین و انصار میں عملاً مواخات پیدا کر کے دکھا دی اور انصار نے اپنا تن من دھن سب کچھ مہاجرین کیلئے پیش کر دیا۔ آپ نے اصولاً اور عملاً دونوں طرح یہ برادری قائم کر دی۔ اصل چیز عمل ہے۔ سو وہ ایسی مواخات ہے جس کی مثال دنیوی رشتوں میں نہیں ملتی۔ آپؐ نے ہر ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ اور فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ۔ نیز فرمایا اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ اس میں آپؐ نے ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا عیال قرار دیا ہے

(باقی آئندہ)

سائینسی معلومات

# چاند پر جانے والے امریکی خلابازوں کا لباس

کوئی بھی شخص زمین کے واحد قدرتی تابع سیارے ـــــ چاند پر جاکر کیسا لباس پہنتا ہے؟

امریکی خلاباز جب اپنے خلائی جہاز سے باہر نکل کر چاند کی سطح پر قدم رکھیں گے تو ان کے تن پر جو لباس ہوگا اس کی تیاری تقریباً اتنی ہی پیچیدہ ہے جتنی اس راکٹ اور خلائی جہاز کے بیشتر پرزوں کی ہے جو انہیں وہاں لے جا رہا ہے۔

اس لباس کو آسانی سے دنیا کا نہایت پیچیدہ لباس قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ ایک لباس سے زیادہ مشین ہے۔ چند نہایت جدید مکانوں کی مانند یہ پہننے والے کو تازہ ہوا مہیا کرتا ہے اس کے لئے درجۂ حرارت کو اعتدال پر رکھتا ہے اس کا پہلے سے تجربے کیا گئے عنصروں اور ان خصوصی خطروں سے بھی تحفظ کرتا ہے جو عام طور سے زمین پر تو نہیں۔ البتہ چاند پر پائے جاتے ہیں۔

یہ پہننے والے کو فضائی دباؤ، اور سانس لینے کے لئے ہوا۔ حسب ضرورت حرارت یا ٹھنڈک۔ دوسرے خلابازوں اور زمینی سٹیشنوں کے ساتھ ریڈیائی پیغام رسانی کا سلسلہ۔ تابکاری سے تحفظ۔ اور ان چھوٹے چھوٹے برقی شہابیوں کے امکانی ٹکراؤ یا داخلے سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ شہاب خلا میں ۶۴ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گھومتے ہیں اور خلا اور چاند کی فضا میں بھی پائے جاتے ہیں

لباس کے ذیلی سسٹم ایک مصنوعی فضا مہیا کرتے ہیں جو تمام تر آکسیجن پر مشتمل ہوتی ہے جس میں سانس لیا جا سکتا ہے اور جس میں ایک انچ میں ۳ر۷ پونڈ تک دباؤ ہوتا ہے

اس لباس کی بدولت خلابازوں کو اس وقت بھی تقریباً گھر جیسا ماحول مل سکتا ہے جب چاند پر پندرھواڑے کے دنوں کے دوران میں ۲۵۰ تک درجۂ حرارت ہوتا ہے اور پندرھواڑے کی رات کو منفی ۲۵۰ تک درجۂ حرارت گر جاتا ہے۔ اس دوران میں خلائی خود سورج کی بالائے بنفشی۔ انفرا ریڈ اور تابکاری سے خلابازوں کے سر اور چہروں کا تحفظ کرتا ہے۔

لباس میں ایسے سامان بھی ہیں جو اس وقت جسمانی فضلات کو محفوظ رکھتے ہیں جب خلاباز خلائی جہاز سے باہر ہوتا ہے۔ اور انہیں جہاز کے اندر اس وقت الگ کر دیتے ہیں جب لباس کے فوراً جہاز کے فضلات کو ٹھکانے لگانے کے سسٹم سے جوڑے جاتے ہیں

جس وقت خلاباز خلائی جہاز سے باہر ہوں تو انہیں اپنے ساتھ پیٹھ پر ۱۲۰ پونڈ وزنی ایک بنڈل اٹھانا پڑے گا جس میں گیس، سیال ٹینکیاں، بجلی مہیا کرنے کی مشین اور پیغام رسانی اور رابطے کے آلات، پیغام وصول کرنے اور نشر کرنے والا چھوٹا سا ریڈیو اور ٹرانسمیٹر وغیرہ شامل ہیں۔

تمام اہم کاموں کی سرانجام دہی کے لئے اس خلائی لباس کے تین حصے بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک حصہ بجائے خود ایک پیچیدہ لباس ہے

اس لباس کا جو حصہ جسم کے بالکل قریب ہے اسے ٹھنڈا رکھنے کا سیال لباس (LIQUID COOLING GARMENT) کہا جاتا ہے یہ نائیلون کی جالیوں پر مشتمل ہے جس میں ٹیوبیں لگی ہوئی ہیں۔ ان ٹیوبوں میں پیٹھ پر رکھے ہوئے بنڈل سے پانی گردش کرتا ہے۔ جس سے خلابازوں کے جسموں کا درجۂ حرارت اعتدال پر رہتا ہے

لباس کا دوسرا حصہ سر اور ہاتھوں کو چھوڑ کر باقی سارے جسم کو ڈھانپتا ہے اسے "ٹورسو لمب سوٹ" (TORSO LIMB SUIT) کہا جاتا ہے۔ سوٹ کا یہی حصہ بنیادی دباؤ کا غلاف ہے اور یہ ہر ایک خلاباز کے جسم کے مطابق فٹ کیا جاتا ہے

تیسرا حصہ تھرمل میٹیورائڈ گارمنٹ (THERMAL METEORIOD GARMENT) یعنی برقی اور شہابی ذرات سے بچنے کا لباس ہے۔ یہ لباس دوسرے حصے والے لباس ٹورسو لمب سوٹ کے ساتھ جوڑ کر پہلے حصے والے لباس کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ اس تیسرے حصے والے لباس کی کہنیاں اور گھٹنے کے حصے کرومل آر (CHROMAL-R) دھات سے بنے جاتے ہیں۔ تاکہ یہ گھسنے یا پھٹنے نہ پائیں۔ یہی لباس خلابازوں کو برقی شہابیوں اور دوسرے تابکار مادوں حرارت وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے

اور یہی لباس پہن کر خلاباز چاند کی سطح پر چل پھر سکیں گے۔

جب خلاباز خلائی جہاز سے باہر نہ ہوں تو انہیں پہلے حصے کے لباس (جو جسم کو ٹھنڈا رکھتا ہے) کی ضرورت نہیں ہوتی اور وہ "متواتر استعمال کئے جانے والا خلائی لباس" (کانسٹنٹ ویئر گارمنٹ) پہنے رکھتے ہیں

خلاباز چاند پر جانے اور آنے کے وقت بھی یہی لباس استعمال کرتے ہیں۔ اس کے اوپر البتہ ایک اور تحفظاتی جامہ ہوتا ہے۔

پورا خلائی لباس جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ خلائی پرواز کے صرف نازک اور خطرناک مرحلوں پر پہنا جاتا ہے۔ مثلاً زمین سے روانگی کے بعد زمینی کرۂ ہوائی میں اڑان کے وقت اور دوبارہ زمینی کرۂ ہوائی میں داخلے پر چاند کے قرب و جوار میں گردش کے وقت۔ یا جب خلاباز لیونر ماڈیول جہاز سے چاند کی سطح پر نکل آئیں

خلائی لباس کا ایک اور حصہ خلائی خود ہے جو سر اور چہرے کو ڈھکتا اور حرارت اور شہابیوں وغیرہ سے محفوظ رکھتا ہے ـــ

خاص قسم کے دستانے اور بوٹ خلابازوں کے ہاتھ۔ بانہیں اور پاؤں محفوظ رکھتے ہیں۔ ان چیزوں کے علاوہ خلابازوں کی پیٹھ پر سامان کا جو بنڈل ہوتا ہے اس میں آکسیجن سلنڈر کے علاوہ آکسیجن کا ایک اور ایمرجنسی سلنڈر ہوتا ہے۔ جو بنڈل میں رکھے ہوئے آکسیجن سلنڈر کے بگڑنے کی صورت میں فوری طور پر آکسیجن مہیا کرتا ہے اور اس طرح خلابازوں کی زندگی خطرے میں نہیں پڑتی

غرض کہ خلائی لباس بھی اسی قدر پیچیدہ اور عقل کو دنگ کرنے والا ہے جیسا کہ خود خلائی جہاز ہے (آج کا امریکہ ۶۹ ۸)

# عظیم الشان مالی نظام اور درویشان قادیان

دنیا میں یہی ایک واحد جماعت ہے جس کا سارا مالی نظام طوعی ہے کیا یہ حیرت انگیز بات نہیں کہ ہر سال لاکھوں روپیہ صرف ان مخلصین جماعت کی آنریری خدمات کے نتیجہ میں جمع ہوتا ہے جو صرف رضائے الٰہی اور خدمت دین کے جذبہ کے تحت کام کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی ہر برانچ میں سیکرٹریان مال مقرر ہیں جنہیں مرکز کی طرف سے کوئی مشاہرہ نہیں ملتا بلکہ وہ یہ کام اپنے پیارے امام کے ارشاد کی تعمیل میں جس ذوق و شوق سے کرتے ہیں اس کی مثال نہ کسی طوعی نظام میں ملتی ہے۔ اور نہ ہی دنیا کی کوئی حکومت ایسی مثال مخلصانہ جذبہ کی پیش کر سکتی ہے

جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو اپنے پیارے امام سے بے پناہ محبت ہے اور ہر احمدی کے کان اپنے مقدس امام کی آواز پر لگے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر نئی مرکزی تحریک پر جماعت احمدیہ کا ہر فرد والہانہ لبیک کہتا ہے۔ اسی طرح ہر جماعت کی زندگی کا دارومدار مرکز سے دلی وابستگی پر ہے۔ جس جماعت یا قوم کو اپنے مرکز سے محبت نہیں وہ ترقی کے راستے سے ناآشنا ہے۔ ایسی جماعتیں وقتی طور کے ابال کی طرح وقتی طور پر تو ابھر سکتی ہیں مگر ان کا حشر اس عمارت کا سا ہوتا ہے جس کی کوئی بنیاد نہ ہو۔ جماعت احمدیہ دنیا بھر کی واحد جماعت ہے جس کے ہر فرد کے دل کی دھڑکن مرکز کے تابع ہے۔ کیونکہ مرکز کے ساتھ انہیں بے پناہ محبت ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کی قربانیاں بھی عظیم الشان ہیں۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ملک کے وقت سارے مشرقی پنجاب میں قادیان ہی ایک ایسا مقدس مقام تھا جس کے عقیدتمندوں نے سر دھڑ کی بازی لگا کر اسے احمدیت کو ہرائے رکھا۔ اور قسم بخدا مشرقی پنجاب کے مذہبی مقامات میں سے صرف قادیان ہی تھا جہاں سے پانچوں وقت اذان کی آواز گونجتی رہی۔

یہ آپ کے بھائی درویشان قادیان بائیس سال سے احمدیت کے دائمی مرکز کی آبادی کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ ملکی حالات کی وجہ سے یہ اپنے عزیز و اقارب سے بالکل الگ تھلگ بیٹھے ہیں۔ دوسری طرف صبر آزما مہنگائی سے روز بروز ان کی پریشانیاں بڑھ رہی ہے۔ مرکز اپنے حالات کے مطابق ہر ممکن انتظام کر رہا ہے۔ مگر اس کے لئے آپ میں سے ہر مخلص کے تعاون کی ضرورت ہے۔ اگر جماعتوں کے عہدیداران بالخصوص سیکرٹریان مال اور مبلغین کرام اس اپیل کے ساتھ جماعت کے مخلصین تک پہنچیں تو ایک ہی سال میں درویش فنڈ میں معقول رقم جمع ہو سکتی ہے

نظارت ہذا آپ سے آپ کے مقدس مرکز کی محبت کے واسطہ سے اس تعاون کی درخواست کرتی ہے۔ تا آپ اپنے ان بھائیوں کے احسان کا تھوڑا بہت بدلہ چکا سکیں جو بھاری قربانی کر کے قادیان میں آپ سب کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواست دعا: عزیزی نسیم احمد پسر نعیم احمد صاحب ٹوبھری ایچ پٹھے کے پھیرتے گر کر مجروح ہو گئے ہیں کمر سے پاؤں تک کا حصہ مکمل ماؤف حالت میں ہے۔ کشمیر اسپتال۔ مخلصین صحیم وصلوۃ کے پابند ہیں ہسپتال میں زیر علاج

# وصیتیں

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع کریں۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

**وصیت نمبر ۱۳۶۹۹** ۔ منکہ سبیتن بیوہ محمود احمد صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۲ ر نومبر ۱۹۵۰ء ساکن قصبہ میراں پور کٹرہ ڈاک خانہ خاص ضلع شاہجہانپور یو پی ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۴-۱۲-۶۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میری اس وقت جائداد ایک مکان ہے جس کا حدود اربعہ حسب ذیل ہے جو محلہ آفریدی قصبہ میراں پور کٹرہ ضلع شاہجہانپور یو پی میں ہے اس مکان کی قیمت بازاری اس وقت اندازاً مبلغ ایک ہزار روپیہ ہوگی ۔ اور یہ جائداد جدی ہے ۔ میں اپنی خوشی اور جملہ ورثاء کی رضامندی سے خدمت و اشاعت دین کے لئے یہ پورا مکان وصیت کے طور پر صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ہبہ کرتی ہوں ۔ آئندہ اس کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اور اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں گی تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں ہے بلکہ میرے بچوں پر ہے اور وہ مجھے دس روپے ماہوار جیب خرچ دیتے ہیں ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ اگر میں کوئی روپیہ اس جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کروں گی تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا ۔ میرے ورثا حسب ذیل ہیں ان سب کی رضامندی پر یہ وصیت تحریر ہے ۔ ورثا :۔ (۱) لڑکا مسعود احمد موصی نمبر ۱۳۱۱۴ (۲) لڑکا ذوالفقار احمد (۳) لڑکی نور جہاں ۔ حدود اربعہ مکان شرق کھنڈر امجد وغیرہ مغرب مکان محمد امین وغیرہ ۔ جنوب راستہ ۔ شمال مکان امداد علی خاں

الامتہ نشان انگوٹھا سبیتن بیوہ محمود احمد مرحوم حال قادیان گواہ شد مسعود احمد موصی نمبر ۱۳۱۱۴ ولد محمود احمد صاحب پسر موصیہ حال قادیان ۱۴-۱۲-۶۸ ۔ گواہ شد نور جہاں بنت محمود احمد مرحوم سکندر آباد حال قادیان ۔ گواہ شد ذوالفقار احمد ولد محمود احمد پسر موصیہ حال قادیان ۱۴-۱۲-۶۸

**وصیت نمبر ۱۳۷۵۲** ۔ منکہ بلاقن بیگم بیوہ احمد حسین صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۴ء ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور پنجاب ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۴-۱۲-۶۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میری کوئی جائداد نہیں ۔ میرا گزارہ میرے لڑکوں کی آمد پر ہے ۔ میرا صرف حق مہر مبلغ ۵۰۰/- روپیہ ہے ۔ جس کا ۱/۱۰ حصہ مبلغ پچاس روپیہ بنتا ہے یہ روپیہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور وصیت کرتی ہوں ۔ یہ رقم میں قسط وار ادا کرتی رہوں گی اگر میرے مرنے کے بعد کوئی ترکہ میرے نام نکلے تو اس کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی

الامتہ نشان انگوٹھا بلاقن بیگم ۴-۱۲-۶۸ گواہ شد مظہر حسین پسر موصیہ ۴-۱۲-۶۸ گواہ شد قریشی عبد الغفار درویش موصی نمبر ۶۲۹۹ قادیان ۔

**وصیت نمبر ۱۳۷۶۴** ۔ منکہ مزمل احمد خان ولد آفتاب احمد خان صاحب قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۰-۳-۶۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :۔

اس وقت خاکسار کا گزارہ ملازمت پر ہے ۔ اس کے علاوہ اور کسی قسم کی آمد نہیں ہے فی الحال میری تنخواہ ماہوار ۴۰۰/- روپیہ ہے (چار سو روپیہ) اس کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا ۔ انشاء اللہ ۔ آئندہ اگر کوئی جائداد پیدا کروں یا موروثی ترکہ ملے تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔

العبد مزمل احمد خاں Graduate Engineer 4/1 Bokaru Hotel Bhilai - 1 (M.P.)

گواہ شد خاکسار محمد موسیٰ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کیرنگ ۱۰-۳-۶۹ ۔ گواہ شد شیخ عبد المنان مدرس مدرسہ احمدیہ کیرنگ ۔ گواہ شد آفتاب احمد خاں والد موصی

**وصیت نمبر ۱۳۷۱۶** ۔ منکہ صادقہ پروین بنت مکرم چوہدری فیض احمد صاحب قوم احمدی پیشہ تعلیم عمر ۱۶½ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۳-۵-۶۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں :۔

میری جائداد حسب ذیل ہے جو منقولہ ہے ۱ ۔ رسٹ واچ قیمتی ۵۰/- روپیہ ۲ ۔ انگوٹھی طلائی چھ ماشہ ۹۰/- روپیہ ۳ ۔ بالیاں طلائی پون تولہ ۱۵۰/- روپیہ ۴ ۔ کوکا طلائی آٹھ روپے میزان ۲۹۸/- روپیہ اس کے علاوہ کوئی جائداد و آمد نہیں ہے ۔ میں اپنی مذکورہ بالا جائداد قیمتی ۲۹۸/- روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر آئندہ میری کوئی اور جائداد یا آمد ہوگی تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی الامتہ صادقہ پروین ۔ گواہ شد فیض احمد سیکرٹری بہشتی مقبرہ والد موصیہ گواہ شد چوہدری محمد احمد خان ولد نور احمد خان درویش محلہ احمدیہ قادیان ۱۳-۵-۶۹

**وصیت نمبر ۱۳۷۶۸** ۔ منکہ طاہرہ بیگم زوجہ نور محمد صاحب پونچھی قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۸۰ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۹-۶-۶۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری اس وقت غیر منقولہ جائداد کوئی نہیں ۔ منقولہ جائداد حق مہر ایک ہزار روپیہ ہے اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے ۔ میں اپنی اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں ۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد پیدا کروں یا مجھے کسی اور ذریعہ سے ملے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ نیز میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ طاہرہ بیگم موصیہ نشان انگوٹھا ۔ گواہ شد شیخ محمد کارکن دفتر بہشتی مقبرہ قادیان موصی نمبر ۱۰۰۲۹ گواہ شد نور محمد پونچھی کارکن شفاخانہ احمدیہ قادیان خاوند موصیہ ۔

میں اس جائداد مبلغ ایک ہزار روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں نور محمد پونچھی

**وصیت نمبر ۱۳۷۵۶** ۔ منکہ شاہدہ پروین زوجہ پروفیسر شاہ شہاب احمد صاحب قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن مظفر پور ڈاک خانہ خاص ضلع مظفر پور صوبہ بہار بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲۷-۱۲-۶۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

۱ ۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۔ زیور طلائی گلوبند چار تولہ کڑا دو عدد چار تولہ کنگن دو عدد چار تولہ ۔ نکلس دو تولہ ۔ چین ہار سات تولہ ۔ بجلی ایک تولہ جھمکہ دو عدد دو تولہ ۔ کل ۲۴ تولہ در ۱۷۰/- روپیہ فی تولہ کل قیمت ۴۰۸۰/- روپیہ ۔ علاوہ ازیں میری آبائی زمین بھی سات ایکڑ موضع اورین ضلع مونگیر میں موجود ہے جس کی قیمت چھ ہزار روپیہ ہے ۔ علاوہ ازیں میرا مہر پانچ ہزار روپیہ ہے جو میرے شوہر کے ذمہ ہے ۔ اس پوری جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں

۲ ۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل خزانہ یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی ۔

۳ ۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم الامتہ شاہدہ پروین ۲۷-۱۲-۶۸ گواہ شد سید مسعود احمد صدر جماعت احمدیہ مظفر پور گواہ شد مولوی عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۲۷-۱۲-۶۸

## دعا کیجئے نعم البدل

افسوس مورخہ ۱۴ ر کی رات کو مکرم عبد الحمید صاحب شیخوپوری درویش قادیان کا چھوٹا بچہ عبد الشکور مختصری ذہنی علالت کے ساتھ اچانک وفات پا گیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ عزیز موصوف اچھا بھلا محلہ احمدیہ میں اپنی والدہ کے ساتھ سارا دن رہا ۔ شام کے وقت کو بھی دار السلام جہاں عبد الحمید صاحب کی رہائش ہے اپنی والدہ کے ساتھ گیا ۔ سخت گرمی تھی ۔ نہایا اور کچھ دیر بعد سردی محسوس کی اور ساتھ ہی سخت تپ ہو گیا ۔ فوری طور پر طبی امداد پہنچائی گئی ۔ بعد معائنہ معلوم ہوا کہ عزیز کو گردن توڑ بخار ہو گیا ہے ۔ ہر ممکن علاج معالجہ کرنے کے باوجود وہ جانبر نہ ہو سکا ۔ بعد تجہیز و تکفین و نماز جنازہ ...

... اور نعم البدل عطا فرمائے ۔ ایڈیٹر

# "برکت والے لوگ!"

(بقیہ صفحہ ۲)

پھونک مارتا چلا جائے اور دل ہی دل میں یہ سمجھ رہا ہو کہ وہ اس طریق سے آگ روشن کر رہا ہے۔

موجودہ زمانہ میں جبکہ مسلم لیڈروں کی ہر چند مساعی کے باوجود عالم اسلام دن بدن قعرِ مذلت میں گرتا چلا جا رہا ہے۔ اور مسلمانوں کی حالت ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا صحیح مداوی بھی اس جگہ بتایا گیا ہے کہ دل میں زندہ ایمان پیدا کرنا دیسا ہی ضروری ہے جیسے دیگر ظاہری اسباب کو عمل میں لانا

ہمیں مسلم لیڈروں کے دعاوی اور اُن کے پروگراموں کو پڑھ کر ہمیشہ ہی تعجب آیا کرتا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے جو چیز بنیادی حیثیت رکھتی ہے اس کو تو یہ لوگ قطعی طور پر نظر انداز کر جاتے ہیں اور لگتے ہیں اِدھر اُدھر کے دیگر مادی اسباب کو عمل میں لانے اور مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں کہ تم تجارت میں آگے بڑھو، تم اقتصادیات میں سبقت لے جاؤ، علم پڑھو، یہ کرو وہ کرو۔ بے شک یہ باتیں بھی ضروری ہیں۔ مگر جب تک مسلمان اپنے دل میں وہ حقیقی ایمان پیدا نہیں کرتے جس کے نتیجہ میں وہ نام کے مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ کام کے مسلمان بھی بن جائیں تب تک ان کی تمام دیگر مساعی محض ریت میں محل اٹھانے کے مترادف ہوں گی۔ مسیح موعود اور مہدی معہود کی بعثت کے ساتھ اس زندہ اور تازہ ایمان کا دروازہ کھل گیا ہے۔ مبارک ہے وہ جو اس دروازے سے داخل ہو جاتا ہے۔

بہرحال چونکہ سچا اور تازہ ایمان پیدا کرنے کے ساتھ طرح طرح کے مصائب اور مشکلات بھی لگی ہوئی ہیں اس لئے اس جگہ انہیں بھی واضح کر دیا اور بتایا کہ ایسے حالات میں جماعت مومنین کو کڑے امتحانوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ زبردست صبر و استقلال کا عملی نمونہ پیش کرنا پڑتا ہے۔ جب یہ سب باتیں کسی قوم میں پیدا ہوں تو فرماتا ہے:

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ

یہی لوگ ہیں جو برکت والے ہیں۔ پس جو احمدی بھائی چاہتا ہے کہ ان خوش نصیب لوگوں میں شامل ہو (اور ہر آدمی کی یہی خواہش ہے) تو اس کا فرض ہے کہ سورت بلد کے اس مضمون پر ہمیشہ نگاہ رکھے اور اس کے مطابق اپنے اعمال کو ڈھالنے کی کوشش کرے۔ خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور اس کے فضلوں سے کچھ بعید نہیں کہ وہ بھی اُن برکت والے لوگوں میں شامل کر دیا جائے ——!! اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ ۞

# مغربی ممالک میں اشاعت و تبلیغِ اسلام کی کامیابی

(بقیہ صفحہ اوّل)

اور وہ اس وقت ساری قوت اور زور کے ساتھ اسلام کو نابود کرنا چاہتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو پورا کیا ہے اور مجھے بھیجا ہے۔ تا میں ہمیشہ کے لئے اس کا سر کچل دوں"۔

(ملفوظات جلد پنجم ص۱۷)

پس آج اس اندھیرے میں اگر کوئی امید کی کرن نظر آتی ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی ایمان اور یقین بھری صدا ہے کہ:-

"اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ اُن گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں"

(مسیح ہندوستانی میں ص۱)

اِن حالات میں مغربی ممالک کے اندر تبلیغ و اشاعتِ اسلام کا کام جہاں نہایت اہم ہے وہاں سخت مشکل بھی ہے۔ اس مشکل کا صحیح اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب آپ اِن مغربی اقوام کے تعصب کو ذرا نگاہ میں لائیں کہ یہ لوگ اپنی دولت اور حکومت کے نشہ میں اسلام اور مسلمانوں کے بارہ میں کس قسم کے نفرت بھرے جذبات رکھتے ہیں اور کس قدر اُن کے خیالات زہر آلود ہیں۔ ڈاکٹر ہربرٹ لینکسٹر نے لندن میں عیسائی پادریوں کی کانفرنس میں ایک دفعہ کہا تھا:-

"فرض کرو کہ لندن کے کسی علاقہ میں کوئی مسلمان آوارد ہو جو اجنبی کپڑوں میں ملبوس ہو۔ ٹوٹی پھوٹی انگریزی بولتا ہو اور وہ ہمیں یہ بتانے کی کوشش کرے کہ محمد خدا کا سچا رسول ہے۔ اور یہ کہ اب ہم یسوع مسیح کی بجائے اس پر ایمان لائیں۔ ذرا سوچو تو سہی کہ اس مسلمان کا کیا حشر ہوگا۔ یہی کہ چھوٹے چھوٹے بچے اس پر کیچڑ اچھالتے پھریں گے"۔

(رپورٹ آف دی مشنری کانفرنس لندن ۱۸۹۴ء صفحہ ۴۱۹)

نفرت کے یہ جذبات وہاں کے کسی ایک فرد یا کسی ایک گروہ کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ ان خیالات میں سارے کا سارا یورپ ملوث ہے۔ اور یہ زہریلا اثر سینکڑوں سال کے اس گندے پروپیگنڈے کا نتیجہ ہے۔ جو اسلام اور اس کے بانی حضرت نبی پاک صلعم کو بدنام کرنے کے لئے یورپین مصنفین نے جاری کئے رکھا۔ ہالینڈ کے ایک مشہور عالم مستشرق پروفیسر ڈاکٹر سنوک ہورخرونیو جن میں کچھ صاف بیانی اور خدا ترسی کا مادہ بھی معلوم ہوتا ہے اس حقیقت کو یوں واشگاف کرتے ہیں کہ:-

"ہر وہ بات جو اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے اختیار کی جاتی یا گھڑی جاتی تھی یورپ ایک لالچی ایک حریص آدمی کی طرح اُسے اچک لیتا تھا۔ حتیٰ کہ ازمنۂ وسطیٰ میں ہمارے آباء و اجداد کے ذہنوں میں محمد (ص) کے مذہب کا جو تصور قائم تھا وہ آج ہمیں انتہائی طور پر ایک مکروہ اور گھناؤنی شکل کے مترادف نظر آتا ہے"۔

(MOHAMMAD By C. SNOCK HOR GRONJE)

ڈاکٹر خرونیو کے ان الفاظ سے کافی حد تک صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ نے اسلام کی اشاعت کا کام کن مشکل حالات میں شروع کیا۔ اور اس کام کی سرانجام دہی میں کس قسم کی دقتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ مگر یہ مبارک کام جماعت احمدیہ کے لئے رگِ جان کی حیثیت رکھتا ہے اور ضرورت ہے کہ جماعت کے ہر فرد کو ہر لحظہ اس امر کا احساس ہوتا رہے کہ اس ضمن میں ہم اپنی ذمہ داریوں سے کس رنگ میں اور کس حد تک عہدہ برآ ہو سکتے ہیں اور ہو رہے ہیں۔

## یورپ میں عیسائیت سے بیزاری کا جذبہ

بیشک یورپ اور دیگر مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کی ہماری مساعی ابھی ابتدائی حالت میں ہیں اور کم و بیش ہراول دستوں کی سی حیثیت رکھتی ہیں جس کے نتیجہ میں ابھی کوئی بہت بڑی کشش عمل میں نہیں آئی۔ اور نہ ابھی وہ زمانہ آیا ہے کہ یہ اقوام فوج در فوج اور جوق در جوق اسلام کے حلقہ میں داخل ہوں۔ البتہ ایک بات ضرور ہے اور یہ بات میں اپنے ذاتی علم کی بناء پر اور یورپ میں ۱۷ سال کے لمبے تبلیغی تجربے کی بناء پر کہتا ہوں کہ جہاں تک ذہنی تبدیلی کا سوال ہے یا ایک قسم کی رَو چلنے کا سوال ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور جماعت کی مساعی کے نتیجہ میں یقیناً چل چکی ہے۔ جس کا اقرار خود یورپ کے مفکرین۔ فلاسفروں اور رہنماؤں کی طرف سے وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے صلیب کے یہ علمبردار آج نہ صرف اپنے صلیبی عقائد سے بیزار نظر آتے ہیں اور انہیں چھوڑ رہے ہیں بلکہ لطف کی بات یہ ہے کہ وہ ان صلیبی خیالات کی بجائے اسلامی تعلیم اور اس کے محاسن کو اپنے دلوں میں جگہ دے رہے ہیں۔

ہالینڈ کے ایک پروٹسٹنٹ پادری ڈاکٹر J. F. V. WOERDEN وہاں کے ایک مشہور مذہبی جریدہ "SWINGLIO" کی ستمبر ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں فرماتے ہیں:-

"موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے جو روزانہ میرے آس پاس پیدا ہوتے نظر آ رہے ہیں میں علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ جہاں جہاں عیسائی مناد اور انجمنیں پرانی ڈگر پر گامزن ہیں چرچ ڈگمگاتا ہوا نظر آ رہا ہے اور اس کے ڈگمگانے کا سلسلہ بڑی تیز رفتاری سے بڑھ رہا ہے"۔

یہ پادری صاحب اپنے مضمون کے تسلسل میں آگے چل کر موجودہ مذہبی حالات کا جائزہ لیتے ہوئے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا ایسے حالات میں اب سے ۵۰ سال بعد کسی ایک چرچ کے باقی رہنے کی بھی امید کی جا سکتی ہے؟ چرچ کی یہ حالت صرف زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ یہ رائے واقعات اور شواہد پر مبنی ہے چنانچہ ہالینڈ ہی کا ایک مؤقر روزنامہ اور ہیگ کا لیڈنگ اخبار "HET VADER LAND" اپنی ۲۳ ستمبر ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:-

"ہیگ کے ریفارمڈ چرچ کی انجمن نے اپنی سالانہ رپورٹ ۱۹۶۷ء میں لکھا ہے کہ گذشتہ سال کے دوران اُن کے ممبران میں سے ۷ ہزار افراد ممبرشپ سے علیحدہ ہو گئے ہیں اور اس سال یعنی ۱۹۶۸ء میں جبکہ گذشتہ دس سال کا جائزہ لیکر کل کمی کی اوسط نکالی جائے گی۔ تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اس مذکورہ عرصہ میں ۵۰ ہزار آدمی اُن کے چرچ کو خیر باد کہہ چکے ہیں"۔

(مسلسل آگے ص۱۲ پر)

ہیگ کے اسی اخبار نے اپنی ۱۷ جون ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں یہ خبر دی کہ:-

"ہالینڈ میں پروٹسٹنٹ فرقہ کی ہیگ برانچ نے بڑے غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ موسم گرما میں چرچ کی عبادت بند کر دی جائے۔ لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ سال سے مہینہ کے پہلے اتوار کی صبح کو کوئی عبادت نہ ہوگی۔ یہ فیصلہ انجمن کی مرکزی کمیٹی کو لوگوں کے چرچ آنے میں غیر معمولی کمی کے باعث کرنا پڑا ہے"۔

چرچ سے بے رُخی کا یہ عالم ہالینڈ ایسے مذہبی ملک میں اگر اس حد تک پہنچ چکا ہے تو یورپ کے دیگر ممالک میں تو حالت اس سے کہیں بدتر ہے۔ انگلستان میں اگر آپ یونہی گھومنے کے لئے کسی طرف نکل جائیں تو یہ امر کوئی ایسا تعجب خیز نہیں کہ آپ کو بعض جگہ چرچوں پر ایک تختی سی لگی نظر آجائے جس پر لکھا ہو "Church for sale" یعنی "چرچ برائے فروخت"! دیدہ باید

عیسائیت کا یہ انحطاط ضرور کچھ معنے رکھتا ہے اور یقیناً ایک خدائی ہاتھ اس کے پیچھے کار فرما ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت پر ابھی کوئی بہت زیادہ عرصہ نہیں گذرا جب آپ نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ:-

"اُس خدا نے اپنے اس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اُس صلیب کو توڑے جس نے عیسٰی علیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا"۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۲)

اس وقت دنیا اس دعوی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھی، مگر آپ نے کامل وثوق اور تحدی کے ساتھ یہ اعلان فرمایا کہ:-

"میں آسمان سے اُترا ہوں اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں ہیں۔ جن کو میرا خدا جو میرے ساتھ ہے میرے کام کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک مستعد دل میں داخل کرے گا۔ بلکہ کر رہا ہے اور اگر میں چپ بھی رہوں اور میری قلم لکھنے سے رُکی بھی رہے تب بھی وہ فرشتے جو میرے ساتھ اُترے ہیں، اپنا کام بند نہیں کر سکتے۔ اُن کے ہاتھ میں بڑی بڑی گرزیں ہیں جو صلیب کو توڑنے اور مخلوق پرستی کی ہیکل کو کچلنے کے لئے دی گئی ہیں"۔ (فتح اسلام)

آج حضور اقدس کے ان الفاظ کی حقیقت ظاہر ہو رہی ہے۔ اور ایسے رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے کہ خود دشمن بھی اس کا اقراری ہے۔

## عروج کے بعد عیسائیت کا زوال

انگلستان کے ایک مشہور مصنف پروفیسر ٹائن بی اپنی کتاب "سویلائیزیشن اون ٹرائل" میں لکھتے ہیں:-

"مغرب سے ٹکراؤ کے نتیجہ میں اب اسلام میں پھر جوش پیدا ہو رہا ہے اور اس میں ایسی رُوحانی تحریکات جنم لے رہی ہیں جو ممکن ہے آئندہ جا کر عالمگیر مذہب اور تہذیب کی بنیاد بن جائیں"۔

ایسی تحریکات کے ضمن میں پروفیسر مذکور "احمدیہ جماعت" کا نام خاص طور پر بیان کرتے ہیں۔

اسی طرح سوئٹزرلینڈ کا ایک اخبار Schweizer Evangelist اپنی ایک اشاعت (۷ اکتوبر ۱۹۶۲ء) میں رقمطراز ہے:-

"ہمیں ایک اعلان کے ذریعہ پتہ چلا ہے کہ حال ہی میں یورپ کے مختلف ممالک میں ۳۷ مقامی باشندوں نے اسلام قبول کیا ہے ...... اگر ہم اُن تمام مساجد کو مدنظر رکھ کر جو گزشتہ سالوں میں یورپ کے ان عیسائی ممالک میں تعمیر ہوئی ہیں، دیکھیں تو نو مسلموں کی یہ تعداد کوئی بہت زیادہ نہیں..."

مگر پھر لکھتا ہے:-

"یہ مساجد اس امر کی آئینہ دار ہیں کہ یورپ میں اسلامی مشنوں کا ایک جال بچھایا جا رہا ہے۔ ان مشنوں کے قائم کرنے والے مسلمانوں کی صف اوّل کے دو گروہوں یعنی شیعہ اور سُنّی فرقوں سے تعلق نہیں رکھتے، اُن کا تعلق مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت سے ہے جنہیں بالعموم (نقلِ کفر، کفر نہ باشد) بدعتی سمجھا جاتا ہے۔ اس جماعت کا نام "جماعتِ احمدیہ" ہے۔ یورپ کی اکثر مساجد اس جماعت نے ہی تعمیر کی ہیں۔ جو آج سے ستّر سال قبل برِ صغیر پاک و ہند میں معرضِ وجود میں آئی تھی۔ اس جماعت کے افراد کی تعداد دس لاکھ کے قریب ہے۔ اس کا دعوٰے ہے کہ وہ حقیقی اسلام کی علمبردار ہے ....... احمدیہ تحریک اوّل و آخر ایک مشنری تحریک ہے"۔

سوئس اخبار کا یہ اقتباس اور بیسیوں ایسے ہی اور بیانات جو مغربی ممالک میں آئے دن جماعتِ احمدیہ کے مؤثر کام کے نتیجہ میں شائع ہوتے رہتے ہیں بلاشبہ ہمارے لئے ازدیادِ ایمان کا موجب ہیں۔

(باقی)

## پروگرام قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ منسوخ

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بعض وجوہ کی بناء پر قافلہ جلسہ سالانہ ربوہ کی درخواست واپس لے لی گئی ہے اس لئے اب قافلہ کی صورت میں جانے کا پروگرام نہیں ہے البتہ انفرادی طور پر پاسپورٹ بنوا کر جو احباب جانا چاہیں وہ جا سکتے ہیں۔

اس لئے احباب اب اس غرض کے لئے کوئی درخواست نظارت ہذا میں نہ بھجوائیں۔ جن احباب کی درخواستیں آرہی ہیں اُن کو بذریعہ ڈاک یہی جواب بھجوایا جا رہا ہے۔

اُمید ہے جملہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان و مبلغین کرام اپنی اپنی جماعتوں کو اس امر سے مطلع فرما دیں گے۔

ناظر امور عامہ قادیان

### ترسیلِ زر

سے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت مینجر اخبار بدر سے فرمادیں اور مضامین کے لئے ایڈیٹر کو لکھیں۔ (ایڈیٹر)


### ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پُرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ــــ نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ نمبر ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta—1

تار کا پتہ "Autocentre"　فون نمبر 23—1652، 23—5222

### سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

آفس و فیکٹری: ۱۰۔ پربھو رام سرکار لین کلکتہ نمبر ۱۵، فون نمبر 24—3272

تار کا پتہ: "گلوب ایکسپورٹ"

شوروم: ۳/۱ لور چیت پور روڈ کلکتہ نمبر ۱، فون نمبر 34—0401